متعہ

شرفِ انسانیت پہ ضربِ کاری

نکاح میں زندگی کی تسکین ہے اور آخرت کی سرخ روئی

زنا میں زندگی کی بربادی ہے اور آخرت کا وبال

متعہ زنا کی مروجہ شکل کو فروغ دینے والے ایک [illegible] کی نقاب کشائی

مصنف

حافظ عبد الجبار سلفی

Scanned with CamScanner

مُتعَہ

شرفِ انسانی پہ ضربِ کاری

نکاح میں زندگی کی تسکین ہے اور آخرت کی سرخروئی

زنا میں زندگی کی بربادی ہے اور آخرت کا وبال

"**متعہ**" کی آڑ میں بدکاری کو فروغ دینے والے

ایک اخلاق کُش طبقہ کی نقاب کشائی

از قلم

حافظ عبدالجبار سلفی

ناشر

اَلطَّبَقَةُ الْمُثَقَّفَةُ

شارعُ الهجرة بطحاء قريش، مكة المكرمة (سعودی عرب)

Scanned with CamScanner

نام کتاب ——— **مُتعہ**، شرفِ انسانی پہ ضربِ کاری
مؤلف ——— مولانا حافظ عبدالجبار سلفی
ناشر ——— اَلطّبَقَةُ الْمُثَقَّفَةُ، شارعُ الهجرة بطحاء قريش،
——— مكة المكرمة (سعودی عرب)
طبع ——— مارچ ۲۰۱۴ء

انتساب

خلافتِ راشدہ کے چوتھے تاجدار سیدنا حضرت

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نام

جنہوں نے حُرمتِ متعہ پر حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی سے شرفِ انسانیت کو کمال بخشا اور اب تا قیامِ قیامت کوئی محبِ علی متعہ جیسی فحاشی کو قبول نہیں کر سکتا۔ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت الاستبصار جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۴۲ اور صحیح بخاری جلد ثانی، ص ۷۶۷ پر موجود ہے۔

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن المتعۃ وعن لحوم الحمرا لاھلیۃ زمن خیبر"۔

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن پلے ہوئے شہری گدھوں کے گوشت کھانے اور مُتعہ سے منع فرمایا ہے''۔

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حُسنِ ترتیب

دیباچہ ____ 9

ایک عبرت آمیز واقعہ ____ 10

مقدمہ ____ 13

مستشرق محقق براؤن کی غیر جانبدارانہ رائے ملاحظہ کیجئے ____ 14

باب اوّل ____ 23

مُتعہ، تکمیلِ ہوس کا دروازہ اور اجتماعی شعور کے مُنہ پر طمانچہ ____ 23

مُتعہ کیا ہے؟ ____ 28

''عُجالۂ حسنہ'' علامہ باقر مجلسی کے قلم سے متعہ کا تعارف ____ 36

اللہ نے ہمیں مُتعہ کی نعمت سے سرفراز کیا ____ 39

علامہ مجلسی کے قلم سے مُتعہ کے فضائل ____ 41

موصل کے ایک نوجوان نے امام الخوئی کو لاجواب کر دیا ____ 47

ایک شیعہ مجتہد کا جھنگ کے کرنل سے مطالبہ ''دخترِ خود بیار'' ____ 49

روافض کو اس نوبت تک کس چیز نے پہنچایا؟ ____ 50

حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ____ 52

ایک ایرانی مجتہد کی نواسی ''شہلا حائری'' کی تہذیب آشنا آواز ____ 52

Scanned with CamScanner

امام اہل سنت علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ کا ارشاد ____ 55
جُملہ شیعہ علماء و مجتہدین کو چیلنج ____ 56
ڈاکٹر موسیٰ الموسوی کا اپنے علماء سے سوال ____ 58
مولانا مودودی اور مُتعہ ____ 59
مولانا مودودی کا شیعہ نوجوانوں کو متعہ کا جھانسہ ____ 60
خلاصۂ کلام یہ کہ ____ 67
سیّد غوث شاہ پانی پتی کا ایک چشم دید واقعہ ____ 67
حلالہ اور غلط فہمی کا ازالہ ____ 70
ایک وضاحت ____ 74
باب دوم ____ 76
ابتداءِ اسلام میں صُورتِ مُتعہ ____ 76
شیعوں کا استدلال ____ 78
شیعہ مفسّر کا قول ____ 81
حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حُرمتِ متعہ کے قائل ہیں ____ 83
شیعہ مذہب سے حُرمتِ متعہ کا ثبوت ____ 84
شیعہ علماء کی ایک کٹ حُجتی ____ 84
امام جعفر صادق رحمۃ اللہ کا ارشاد، متعہ چھوڑ دو ____ 85
باب سوم ____ 89
فَمَا اسْتَمْتَعْتُم نکاح سے مشروط ہے ____ 89
غلط فہمی ____ 96

غلط فہمی کا ازالہ ________ 96

غلط فہمی ________ 97

غلط فہمی کا ازالہ ________ 98

کیا امام مالک رحمہ اللہ متعہ کے جواز کے قائل تھے؟ ________ 102

غلط فہمی کا ازالہ ________ 102

باب چہارم ________ 107

نکاح کا حکم ________ 108

نکاح فقہاء کی نظر میں ________ 110

نکاح میں تحفظ عفت ________ 111

نکاح اور افزائش نسل ________ 112

نکاح اور پاک دامنی ________ 113

جاہلیت کے نکاح ________ 115

علامہ الجزائری کے چشم دید واقعات ________ 117

اس عبادت کی ایک مفید اور عوامی قسم ________ 129

کتب محولہ ________ 132

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

آج ایک بار پھر دنیا کے بعض ممالک میں ''متعہ'' کے حوالہ سے بحثیں ہو رہی ہیں اور یہ باقاعدہ ایک منظم سازش کے تحت ہر دس پندرہ سال کے بعد آواز اٹھادی جاتی ہے پاکستان اور یورپ زیادہ تر ان بحثوں کی زد میں ہیں۔ بعض ٹی وی اینکر پرسن ایک شیعہ اور ایک سنی عالم کو بلا لیتے ہیں اور شیعہ علماء برملا اپنے نظریہ کی وضاحت کرتے ہیں کہ ''متعہ'' اسلام میں جائز ہے۔ جب سے الیکٹرانک میڈیا نے دنیا پہ راج کیا ہے شیعیت پردۂ تقیہ سے باہر دندنا رہی ہے، اور غور کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ صدیوں پہلے شیعہ اکابر نے اسی وقت تک کے لیے تقیہ ایجاد کیا تھا۔

ایکسپریس نیوز چینل میں مبشر لقمان کے پروگرام میں عبدالجلیل نقوی نے علانیہ کہا کہ ''متعہ'' نکاح ہی کی ایک قسم ہے اور اسلام میں ہرگز اس کی ممانعت نہیں۔ پرنٹ میڈیا پہ بھی متعہ کی وضعی داستانیں از سرِ نو زندہ کی گئیں اور بیرون ممالک میں بسلسلہ تعلیم مقیم مسلمان طلبہ کو جھانسہ دیا جانے لگا کہ وہ یہاں بجائے ''زنا'' کے ''متعہ شرعی'' کرلیا کریں تاکہ جنسی خواہش کی تکمیل بھی ہو جائے اور گناہ بھی نہ ہو۔ اس پر روزنامہ جنگ لندن اور پاکستان کا ریکارڈ گواہ ہے۔ ماضی قریب میں ۱۹۹۳ء میں یہ بحث عالمی سطح پر اچھالی گئی تھی۔ پھر دس سال کے بعد ۲۰۰۳ء میں شیعہ علماء و ذاکرین نے اس کے حق میں آواز بلند کی اور اب پھر ۲۱۰۴ء میں متعہ کی بدبو آرہی ہے۔ سوال و جواب کا سلسلہ جاری ہے۔ مضامین

ومقالات لکھے جارہے ہیں مگر صرف اہل سنت کے چند حساس اور غیرت مند علماء کرام کی جانب سے ہی، وگرنہ زرد صحافت کی پیداوار ان کالم نگاروں کی موجودہ کھیپ کل کی کُل دجالی میڈیا کی ٹاؤٹی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ آج رائی کو پہاڑ تو کل پہاڑ کو رائی بنا دینا ان کے بائیں بازو کا کھیل ہے۔ کردار کُشی، غیبت، جھوٹ، پروپیگنڈا غرضیکہ ہر منفی کام کرنے میں یہ آگے آگے ہیں۔ علانیہ یہاں مذہب کی آڑ میں زنا کی ترغیب دی جاتی ہے اور باقاعدہ فورم منعقد کر کے شیعہ علماء سے حلّتِ متعہ کے اعلان کروائے جارہے ہیں، مگر کوئی ایک کالم نگار ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کے غضب کے خوف سے قلمی احتجاج کرے کہ ایک اسلامی اور سنی اکثریتی ملک میں آخر ایسی بحثیں کن مقاصد کے تحت چھیڑی جارہی ہیں؟ کیونکہ ان کے ضمیر پر خنزیر کی چربی چڑھ چکی ہے۔ اور ایمانی وانسانی غیرت ان کے گھر سے رخصت ہو چکی ہے۔ جبکہ عملی طور پر اب ''متعہ'' کی آڑ میں ایسے واقعات رونما ہونا شروع ہوگئے ہیں کہ اگر ملت اسلامیہ کے ہر شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ ذمہ دار طبقے نے اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہ کیا تو ایک تباہی کا طوفان آنے والا ہے، جس کی روک تھام کسی کے بس میں نہ رہے گی۔

ایک عبرت آمیز واقعہ

تین سال پہلے سندھ میں ایک دلخراش واقعہ پیش آیا، شکار پور کے علاقہ میں ایک شیعہ ذاکر روشن شاہ نے اپنی تین بیٹیوں لیلیٰ، صفرہ اور روزینہ سے بدکاری کی، اور ایک بیٹی ظلم کا شکار ہو کر فوت ہوگئی، یہ درندہ صفت باپ جب پکڑا گیا تو اس نے کہا کہ میں اپنے عقیدے کے مطابق متعہ کرتا تھا، میڈیکل

Scanned with CamScanner

رپورٹ کے مطابق اس نے پانچ حمل ضائع کروائے اور ''متعہ'' کے نام پر یہ اپنی عزتوں سے خود ہی کھیلتا رہا۔ اعاذنا اللہ منہ

یہ خبر روزنامہ ''کاوش'' حیدر آباد بابت 28 جون 2011ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اہل تشیع نے روپے پیسے کی چمک سے دیگر قومی اخبارات میں یہ خبر نہ لگنے دی، حتیٰ کہ انٹرنیٹ پر بھی روزنامہ ''کاوش'' کی فائل میں سے مذکورہ تاریخ کا اخبار بند کر دیا گیا۔

ظاہر ہے جب شیعہ علماء کسی جہالت اور گندگی کو اسلامی جواز فراہم کریں گے تو عادی مجرمین اور فطرتِ سلیم سے عاری لوگ ذلت کی پستی میں ہی گریں گے۔ زیر نظر کتاب میں قرآن وسنت کے ادلۂ قاہرہ سے متعہ کی حرمت ثابت کی گئی ہے اور ساتھ ہی ملت اسلامیہ کے نوجوان مردوں سے فریاد کی گئی ہے کہ وہ اپنی جوانی کے جوش پر تقویٰ وطہارت کے ٹھنڈے پانی سے چھڑکاؤ کریں، شیعہ لوگوں کے جھانسے میں آکر کچھ دیر کی لذت کے لیے اپنے پیارے اللہ تعالیٰ کے غضب کو مت خریدیں۔ اگر یہ کتاب پڑھ کر حوا کی بیٹیاں اپنے جوہر عصمت کی قیمت پہچان لیں، اور نوجوان مرد اپنے ضمیر کو حیاء وغیرت کا جام پلا لیں تو مصنف کی محنت ٹھکانے لگے گی اور ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔

محمد عبد الجبار سلفی

28 مارچ ۲۰۱۴ء بعد از نماز عصر

حال وارد

آرام باغ، ایبٹ آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

فخر المحققین سلطان العلماء حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب (لندن)

نوٹ: سلطان العلماء حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود (لندن) نے یہ مقدمہ آج سے تقریباً ۵۶ سال پہلے مولانا بشیر احمد پسروریؒ کی کتاب ''تحقیقِ متعہ'' پر لکھا تھا، جس نے اُس زمانہ میں شیعی ایوانوں میں تھرتھلی مچادی تھی۔ موضوع کتاب کی مناسبت سے ہم بطور یادگار یہ سطور پیش کررہے ہیں۔ ایک طویل عرصہ کے بعد بھی حضرت العلامہ کی تحریر کا بانکپن جوان ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ حضرت العلامہ کی تحریروں کا ہر لفظ پرانے شہد کی طرح ہے کہ جو جتنا پرانا ہوتا چلا جائے، اس کی مٹھاس میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَانَبُوَّۃَ بعدَہٗ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ اَوْفُوْا عَھْدَہٗ۔ اما بعد!

ہمارے اکثر بھائی حیران ہوتے ہیں کہ اسلام جس کی بلند پایہ تعلیمات نہایت ہی اعلیٰ اور پاکیزہ اخلاق کا نمونہ پیش کرتی ہیں اور جس کے رسولِ معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مقصدِ بعثت ہی ''بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق'' کے الفاظ میں تعمیر اخلاق قرار دیا۔ اس میں متعہ جیسے فحش، حیا سوز اور اخلاق باختہ مباحث کیسے قائم ہوگئے؟ لیکن جو حضرات تفتیشِ اسباب کے میدان میں اُترے انہوں نے پتہ دیا کہ جب سلطنتِ ایران اور دولتِ یونان ضربت فاروقی کے ایک ہی صدمہ سے پاش پاش ہوگئیں تو دشمنانِ اسلام نے منافقت کے

لباس میں حضرت فاروقِ اعظمؓ اور ان کے مقصدِ حیات یعنی ''اسلام'' کے خلاف جو بزدلانہ سازش کی اس کی دسیسہ کاریوں کا ایک عنوان ''عبادتِ متعہ'' بھی ہے۔

جب کفر و الحاد کے ستون گر گئے اور اُن کی حکومتیں مِٹ گئیں تو دشمنانِ اسلام کے لیے صرف ایک ہی صورت باقی تھی کہ دوست بن کر دشمن کا کام کیا جائے اور اسلام سے اختلاف کرنے کی بجائے اسلام میں اختلاف پیدا کیے جائیں۔ پس اس سازش کی پرورش قدرتی طور پر انہی علاقوں میں ہوئی۔ جنہیں حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا۔ یہ خوف ناک سازش اسلامی فتوحات کے خلاف ایک جذبۂ انتقام تھا۔ ایرانی شاعر رضائے کر صاف کہتا ہے۔

بشکست عمر پشت ہژبران اجم را
برباد فنا داد رگ و ریشۂ جم را
ایں عر بدہ برغصب خلافت زعلی نیست
با آل عمر کینہ قدیم است عجم را

ترجمہ: عمر رضی اللہ عنہ نے جنگل کے شیروں کی کمر توڑ کر رکھ دی اور جمشید ایرانی کے رگ و ریشہ کو پامال کر دیا۔ اصل ایران کا جھگڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس لیے نہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق چھینا، بلکہ فاروقی لشکروں سے عجم کی پرانی چلی آ رہی ہے کہ آپ غارت گرِ عجم کیوں تھے؟ ❶

مستشرق محقق براؤن کی غیر جانبدارانہ رائے ملاحظہ کیجیے

''خلفاء راشدین میں سے دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو اہل عجم تنفر

---

❶ تاریخ ادبیات ایران جلد ۴، ص ۴۹

Scanned with CamScanner

ہیں تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ غارت گر عجم تھے۔ اگر چہ اس نفرت کو مذہبی رنگ دے دیا گیا ہے لیکن اصل حقیقت اندر سے صاف نظر آتی ہے۔''

ان اشقیاء نے بظاہر تو اسلام قبول کر لیا لیکن وفا اپنے پُرانے مجوسی دین سے ہی رہی۔ فتح اسلام سے پہلے ایران میں ساسانی خاندان حکمران تھا۔ جس کا سرکاری مذہب دین زرتشت تھا۔ ساسانی سوسائٹی میں جو اخلاق اور معاشرتی رسم ورواج قائم تھے۔ اُن لوگوں نے آہستہ آہستہ انہیں ہی اسلام کا نام دینا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اسلام سے انتقام لینے کے لیے اسلام کے نام پر ہی ایک پورا نظام قائم ہو گیا۔ جس کے موٹے موٹے بنیادی اصول یہ قرار پائے۔

① قرآنِ پاک میں تبدیل وتحریف کے الزامات اور اس میں کمی بیشی کی تشکیکات پیدا کرتے رہنا تا کہ اصل بنیاد اسلام ہی متزلزل ہو جائے۔

② سب عربوں کے خلاف بالعموم اور اُن صحابہ کے خلاف بالخصوص نفرت پیدا کرتے رہنا، جنہوں نے ایران کو فتح کر کے داخلِ حدود اسلام کیا۔

③ مسلمانوں میں سے صرف اسی خاندان کے ساتھ اظہارِ عقیدت کرنا جس کی رگوں میں ایران کا شاہی ساسانی خون بھی موجود ہو یعنی آخری ساسانی تاجدار یزدثالث کی بیٹی شہر بانو کی اولاد کو ہی اپنی عقیدت ومحبت کا مرجع بنانا اور یہی اصول الاپنا کہ اس خاندان کو ہی حکومت کرنے کا الٰہی حق حاصل ہے۔

④ تقیہ، متعہ، عاریۃ المفرج اور تزویج محرمات جیسے حیا سوز اعمال کو اعلیٰ درجے کی عبادت قرار دے کر اسلام کے ''نظامِ اخلاق'' کو تباہ کرنا۔

⑤ تمام اسلامی حکومتوں کو اپنی مجالس خاصہ میں غاصب حکومتیں قرار دینا

Scanned with CamScanner

اور ان میں رخنہ اندازی کے اسباب کی مسلسل تلاش کرتے رہنا۔ ابن علقمی اور محقق طوسی کی طرح تختہ خلافت تک الٹنے سے باز نہ رہنا (یا جیسے کہ صفویوں ترکوں کے مقابلہ میں دُول مغرب کے ساتھ صرف اس لیے سازش کی تھی کہ ترک سُنی مسلمان تھے۔

ایرانی سوسائٹی کے جس عمل کو آج عبادت متعہ کہا جاتا ہے۔ اس کی اصل اسلام سے پہلے کے ساسانی نظام معاشرت سے لی گئی ہے۔ وہاں شادیاں دو قسم کی ہوتی تھیں۔ ایک مستقل اور ایک عارضی مستقل شادی کے میاں بیوی کے لیے پہلوی زبان میں شوہر اور زن کے الفاظ استعمال ہوتے تھے لیکن عارضی شادی کی صورت میں شوہر اور بیوی کے لیے "میرگ" اور "زیانگ" کی قانونی اصطلاحات تھیں۔ ❶

اس عارضی شادی کے لیے نہ گواہوں کا کہیں ثبوت ملتا ہے اور نہ اس میں عورت کے وارثوں کی اطلاع یا رضا ضروری تھی۔ اس میں نہ وراثت چلتی تھی نہ طلاق ہوتی تھی۔ اور "نہ ہی اِزدواج کی اولاد اپنے اصل باپ کی طرف منسوب ہوتی تھی۔" ❷

فتح اسلام کے بعد ان لوگوں کو جب ایسی عیاشیوں اور لذت سامانیوں کا کوئی رستہ نہ ملا تو انہوں نے اسی رسم کو عبادتِ متعہ کا نام دے کر اپنی ضرورت پوری کر لی۔ نہ زن متوعہ چار میں شمار ہوئی۔ ❸

---

❶ قانون ساسانی جلد ۱، ص ۳۶، ۳۷

❷ قانون ساسانی جلد ۱، ص ۲۹

❸ فروغ کافی جلد ۲، ص ۱۹۱

نہ اس کے لیے وراثت کی قید رہی نہ طلاق کی حاجت پڑی اور نہ ہی اس کے لیے گواہ اور ولی کی ضرورت ہوئی بلکہ اسے تو ایک کرایہ پر لی ہوئی عورت شمار کیا جانے لگا۔ ❶

② ان منافقوں نے ''عاریۃ الفرج'' کی اصل بھی مجوسی نظامِ معاشرت سے ہی لی اور اپنی طرف سے اسے اسلام کا نام دے دیا۔ ڈنمارک کی کوپن ہاگن یونیورسٹی کے پروفیسر آرتھر کرسٹین سین ساسانی نظام معاشرت کے بارے میں لکھتے ہیں:

شوہر مجاز تھا کہ اپنی بیوی یا بیویوں میں سے ایک کو خواہ وہ بیاہتا بیوی ہی کیوں نہ ہو کسی دوسرے شخص کو جو انقلاب روزگار سے محتاج ہو گیا ہو اس غرض کے لیے دے دے کہ وہ اس سے کسبِ معاش کے کام میں مدد لے سکے۔ اس عارضی ازدواج میں جو اولاد پیدا ہوتی تھی۔ وہ پہلے شوہر کی ہی سمجھی جاتی تھی۔ ❷

اسی صورت کو جب اسلام میں داخل کرنے کی سازش ہوئی تو اس نے روایات کی شکل یوں اختیار کی۔ ''قال سالت ابا عبداللہ علیہ السلام عن عاریۃ الفرج قال لاباس بہ۔'' ❸

③ ساسانیوں کے اس معاشرتی نظام میں یہاں تک تھا کہ محرمات کیساتھ شادی کو مذہبی جواز کی صورت دی گئی تھی۔ اس قسم کی شادی کو

---

❶ فروغ کافی جلد۲، ص۱۹۲

❷ ایران بعہد ساسانیاں، ص ۴۳۷، ۴۵۸

❸ استبصار جلد۲، ص۷۵

Scanned with CamScanner

''خویذ وگدس'' کہتے تھے۔ اوستامیں اس کے لیے ''خوئیت وزدا'' کے الفاظ ملتے ہیں۔ ہگ نسک اور ''درشتما لسر نسک'' میں اس قسم کی شادی کی بڑی عظمت بیان کی گئی ہے اور کہا ہے کہ ''مزاوجت پر خدا کی رحمت کا سایہ پڑتا ہے اور شیطان اس سے دُور رہتا ہے۔'' مفسرین اوستامیں سے زرکی بزرمہر مفسر کا یہاں تک دعویٰ ہے کہ خویذ وگدس سے کبائر کا کفارہ ہوتا ہے۔ چینی مؤرخ ہیون سانگ نے جو یہ لکھا ہے کہ ایرانیوں کے ہاں شادیاں بلا امتیاز ہوتی تھیں۔ تو وہ غالباً اسی رسم کی طرف اشارہ ہے۔

اب اس سے فروغ کافی جلد۲ ص۲۵۲ کی اس روایت کا موازنہ کیجئے۔

الذی یتزوج المحارم الّتی ذکر الله عزوجلّ فی کتاب تحریمها فی القرآن من الامهات والبنات الی آخر الایة کل ذالك حلال من جهة التزویج۔

''جو شخص محرمات جن کی حرمت خدا نے قرآن میں بیان کی ہے جیسے مائیں بہنیں وغیرہ ان سے نکاح کرلے تو یہ سب نکاح کی جہت سے حلال ہیں۔'' الخ

البتہ ذخیرۃ المعاد، ص ۹۵ میں ''لف حریر'' کی قید ضرور موجود ہے کہ ریشم لپیٹ لینا چاہیے۔

بہرحال خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایرانی سوسائٹی کے جس عمل کو آج عبادتِ مُتعہ کہا جاتا ہے۔ اس کی اصل اسلام سے پہلے کا مجوسی نظامِ معاشرت ہے اور اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ عبادت مُتعہ کبھی بھی کسی اسلامی زمانے میں

Scanned with CamScanner

مشروع نہیں رہی اور نہ ہی اسلام کا نظامِ اخلاق اس جیسے حیا سوز فعل کی ایک لمحے کے لیے بھی اجازت دے سکتا ہے۔

یہاں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ متعہ ایک لفظ مشترک ہے۔ جسے بعض اوقات تو ''نکاحِ موقت'' کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ جس میں نکاح کے باقی سب وہی قانون ہیں جو نکاح تابیدی میں پائے جاتے ہیں۔ جیسے گواہوں کی موجودگی، اعلان عام، مدت نکاح میں احدالزوجین کی وفات پر ایک دوسرے کی وراثت پانا وغیرہ، ہاں صرف مدت نکاح معین ہے اور بعض اوقات یہی لفظ مُتعہ ایسے جنسی رابطے کے لیے استعمال ہوتا ہے جس میں نہ گواہوں کی ضرورت ہے نہ اعلانِ عام نہ سلسلۂ وراثت اور نہ چار میں شمار ہونا وغیرہ یا دوسرے لفظوں میں اسے زنا کہا جاتا ہے۔

پہلی قسم کے مُتعہ یعنی مُتعہ بمعنی ''نکاح موقت'' کے متعلق تو مانا جا سکتا ہے کہ کسی وقت تک اسلام میں جائز رہا ہو لیکن ''ایرانی مُتعہ'' کا ایک لمحہ بھی ''تصور جواز'' اسلام کے مرقع اخلاق پر ایک ضرب کاری ہے۔ اسلام کا نظام حیا تو یہاں تک فحاشی کی جڑ کاٹ دیتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مُتعہ بمعنی نکاح موقت کو بھی ہمیشہ کے لیے حرام فرما دیا سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ''حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم خيبر الحمر الاهلية ونكاح المتعه'' ⓿

⓿ تہذیب الاحکام جلد ۲، ص ۱۸۶

آنحضرت ﷺ نے جنگ خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت اور نکاح مُتعہ دونوں کو حرام فرما دیا۔

ایرانی سوسائٹی کے اس عیاش طبقہ نے جب اس واضح حکم کو اپنی لذت سامانیوں میں مانع دیکھا۔ تو دلیل اور مدلول دونوں پر تاویل کے ہاتھ صاف کیے اور اس صحیح حدیث کے متعلق یوں دسیسہ کاری کی "ان هذه الرواية وردت موردة التقية" یقیناً یہ روایت تقیہ کے طور پر وارد ہوئی ہے۔ [1]

ان حضرات نے اپنے لیے رستہ نکالنے کی کوشش تو کی لیکن اس بات پر غور نہ کیا کہ بھلا آنحضرتؐ کو تقیہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور کن لوگوں سے آپ نے تقیہ کرنا تھا اور اگر آپ تقیہ ہی کرتے تھے تو باقی ذخیرہ دین کا کیا اعتبار ہے کہ وہ از راہ تقیہ تھا یا از راہ حقیقت؟ کچھ تو یار لوگوں نے سوچا ہوتا کہ ایں راہ کہ تو مے روی بہ ترکستان است۔ ممکن ہے کہ اس حدیث کو تقیہ پر محمول کرنے والے گدھوں کا گوشت بھی کھاتے ہوں کیوں کہ ان کے متعلق اور نکاح مُتعہ کے متعلق ایک ہی اعلان ہے۔ اگر وہ حقیقت پر مبنی ہے تو متعہ بھی حرام ٹھہرا۔ اور اگر تقیہ پر محمول ہے تو گدھے بھی حلال ہو گئے۔

یہ تو ان لوگوں کا دلیل میں تصرف تھا اور مدلول میں خیانت یہ کی کہ جس متعہ کا ذکر یہاں ہے اس سے ایرانی سوسائٹی کا متعہ مراد لے لیا حالانکہ جس نکاح متعہ کو یہاں حرام فرمایا گیا۔ اس سے نکاحِ موقت مراد تھا۔ جس میں وہ تمام

---

[1] تہذیب الاحکام جلد ۲، ص ۱۸۶، مطبوعہ ایران

Scanned with CamScanner

شرائط موجود تھیں جو نکاح حقیقی میں پائی جاتی ہیں۔ ہاں شریعت نے اس ایک استثناء یعنی تعین مدت نکاح کو بھی گوارا نہ کیا اور اسے اسلامی نظام معاشرت کے منافی سمجھتے ہوئے صاف صاف لفظوں میں حرام قرار دے دیا۔ پس جن حضرات نے اپنی خاص مقاصد کے پیش نظر اس حکم حرمت متعہ کو تقیہ پر محمول کیا۔ ان کا یہ بھی فرض تھا کہ اس سے نکاح موقت بجمیع شرائط النکاح مراد لیتے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ خیانت کی انتہاء برتتے ہوئے انہوں نے اس سے ایرانی سوسائٹی کا یہ متعہ مراد لے لیا۔ جس میں اور زنا میں ایک عام نگاہ بھی کوئی فرق نہیں کرسکتی۔ ایسا متعہ نہ کبھی حلال ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ یہ بہتان اور کذب وزور اور افترا ہے کہ زنا کی یہ صورت ابتدائے اسلام میں رائج تھی۔ اور بعد میں اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حرام قرار دیا۔

احقر العباد

خالد محمود عفا اللہ عنہ

Scanned with CamScanner

باب اوّل

مُتعه

تکمیلِ ہوس کا دروازہ اور اجتماعی شعور کے مُنہ پر طمانچہ

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُتعہ

تکمیلِ ہوس کا دروازہ اور اجتماعی شعور کے مُنہ پر طمانچہ

انسان مختلف جذبات کا مجموعہ ہے۔ بھوک، پیاس، خوشی، غمی، نیند، غصہ، تحمل، نفرت، محبت اور کئی قسم کی کیفیتیں اس کے مزاج کا حصہ ہیں اور انہی کے ساتھ جنسی تقاضہ بھی ایک زندہ انسان میں رکھ دیا گیا ہے۔ ان تمام جذبات کے اظہار میں دینِ اسلام نے ہمیں آزاد نہیں چھوڑا بلکہ مختلف حدود و قیود میں مُقید کر دیا ہے اور ہر اک کام میں ''اعتدال'' کا حکم بھی دے دیا ہے۔ شرفِ انسانی قائم رکھتے ہوئے جنسی تقاضہ کو پورا کیا جائے تو اسے ''نکاح'' کہتے ہیں۔ مسلمان مرد اور عورت، دونوں نکاح کے ذریعہ ایک دوسرے کی عفت و عصمت کا تحفظ کر لیتے ہیں۔ اس لیے شریعتِ اسلامیہ نے نکاح کا حکم دیا اور اس کے علاوہ ہر طریقہ کو ناجائز اور حرام قرار دے دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِیْلًا ۔

(پارہ نمبر ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۳)

ترجمہ: ''اور زنا کے قریب نہ جاؤ، بے شک وہ بے حیائی ہے اور بُرا رستہ ہے۔''

Scanned with CamScanner

اس آیتِ بینہ میں کہا گیا ہے کہ زنا تو ایک سنگین ترین فعل ہے ہی، جو مبادیٔ زنا ہیں یعنی اس فعلِ بد تک پہنچانے والے ہیں۔ ان سے بھی پرہیز کرو، جیسے غیر محرم عورتوں پر بغیر کسی عذرِ شرعی کے نگاہیں ڈالنا وغیرہ۔ اور اٹھارہویں پارہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک مستقل حکم کے تحت ایمان والے مردوں اور عورتوں کو غضِ بصر کا حکم دیا ہے کیونکہ نگاہِ بد کا آخری ہدف اور حتمی نقطہ ''بدکاری'' ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حُرمتِ زنا کی دو بنیادی وجوہات بیان فرمائی ہیں۔

① یہ بے حیائی ہے ② یہ معاشرتی فساد ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''(معاشرتی فساد) جو زنا کی وجہ سے اتنا پھیلتا ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں رہتی اور اس کے نتائج بد بعض اوقات پورے قبیلوں اور قوموں کو برباد کر دیتے ہیں، فتنے، چوری، ڈاکہ، قتل کی جتنی کثرت آج دنیا میں بڑھ گئی ہے۔ اس کے حالات کی تحقیق کی جائے تو آدھے سے زیادہ واقعات کا سبب کوئی عورت و مرد نکلتے ہیں جو اس جُرم کے مرتکب ہوئے۔ اس جرم کا تعلق اگرچہ بلاواسطہ حقوق العباد سے نہیں مگر اس جگہ حقوق العباد سے متعلقہ احکام کے ضمن میں اس کا ذکر کرنا شاید اسی بناء پر ہو کہ یہ جُرم بہت سے ایسے جرائم ساتھ لاتا ہے جس سے حقوق العباد متاثر ہوتے ہیں اور قتل و غارت گری کے ہنگامے برپا ہوتے ہیں۔ اسی لیے اسلام نے اس جُرم کو تمام جرائم سے اشد قرار دیا ہے۔ اس کی سزا بھی سارے جرائم کی سزاؤں سے زیادہ سخت رکھی ہے کیونکہ یہ جرم دوسرے سینکڑوں جرائم کو اپنے میں

Scanned with CamScanner

سموئے ہوئے ہے۔ [1]

شیعہ، سُنی نزاعی مسائل میں سے ایک مسئلہ ''مُتعہ'' بھی ہے۔ کتاب و سنت، آثارِ صحابہؓ اور تعامل امت میں ''متعہ'' کا تصور تک نہیں ہے۔ اور ابتداءِ اسلام میں جو ''نکاحِ موقت'' مُباح تھا وہ بھی قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا تھا، اب صرف اور صرف ''نکاحِ دائمی'' کی گنجائش ہے اور بس! مگر شیعہ علماء نے اسے نہ صرف قرآن مجید سے حلال ثابت کرنے کا کفریہ ارتکاب کیا بلکہ اس فعلِ شَنیع پر با قاعدہ ''فضائل'' تراشے اور کتابوں کی کتابیں لکھ ڈالیں۔ یہ دل خراش اور نمک پاش سلسلہ مذہب کی آڑ میں ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اور باوجودیکہ علم وتحقیق اور دلائل کی دنیا میں ان کے استدلال نمک کی ڈلی کی طرح پانی میں گُھل جاتے ہیں، یہ ''حلتِ متعہ'' کی تواتر کے ساتھ دعوت دیتے آ رہے ہیں۔ اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے اور پاکیزہ فطرت لوگوں کو زندگی کے ہر موڑ پر پاکبازی کا سبق دیتا ہے۔ یہ دین فطرت دنیا میں انسانوں کو شترِ بے مہار بنانے نہیں آیا کہ لوگ اچھلے اور اتھرے بن کر جنسی آوارگی پھیلاتے رہیں اور سرِ عام عزتوں کی نیلامی ہوتی رہے۔ اسلام کے مقابلہ میں دنیا کا ہر مذہب جنسیات کی راہ سے نوجوانوں کے جوہرِ جوانی پر شب خون مار کر اپنی جانب متوجہ کرتا ہے۔ اس میں معاشرتی بگاڑ ہو یا صحتوں کی بربادی؛ اخلاق وتہذیب کا جنازہ نکلے یا حوا کی بیٹیوں کا گوہرِ عصمت اُچھلے، نتیجہ سے بے پروا ہو کر یہودی، عیسائی اور ہندو لوگ

---

[1] معارف القرآن، جلد ۵، ص ۴۷۵

حضرتِ انسان کی اس طبعی کمزوری سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر ان نازک بدن اور غنچہ دھن انسانوں کو اللہ کے غضب کے سپرد کر دیتے ہیں۔ مگر قانونِ الٰہی کی گھن گرج شہوت پرستوں کی ساری سج دھج بے نقاب کر دیتی ہے۔ اسلام نے مرد و عورت کے جنسی جذبات کو اخلاق و مروت کا پہناوا دے کر ''نکاح'' کا نظام رائج کیا کہ یہ افراد کا جوڑ دراصل دو برادریوں کا جوڑ ہے، پھر اس جوڑے سے جو اولاد ہوگی اس کے پھیلاؤ سے یہ رشتے بڑھتے جائیں گے اور وحدتِ انسانی عملی شکل اختیار کرتی جائے گی اس کے علاوہ ذہنی و قلبی سکون بھی اسی میں رکھ دیا گیا ہے اور اس نظام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً (سورہ روم آیت:۲۱)

ترجمہ: ''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس میں سے ہی عورتیں پیدا کیں تا کہ تمہیں اُن سے سکون مہیا ہو اور تم (میاں بیوی) کے مابین محبت و رحمت کے جذبات پیدا ہوں۔''

دنیا صدیوں سے مشاہدہ کرتی آ رہی ہے کہ سکون انہی لوگوں کا مقدر بنا جنہوں نے اسلام کے اس نظامِ فطری کو قبول کیا اور جو افراط و تفریط کا شکار ہوئے۔ آج ذلت و پستی کے عمیق گڑھے میں ہیں۔ دین اسلام بشری جذبات کو زنجیریں نہیں ڈالتا، بلکہ ایک ضابطہ کے تحت آزادی دیتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو

نکاح کا حکم بھی نہ ہوتا۔ عیسائیوں نے اولاً تو یا کبازی کا یہ کھیل رچایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چونکہ ساری عمر شادی نہیں کی تھی لہٰذا ان کی سنت کی خلاف ورزی کم از کم پوپ اور پادری کے لیے بجائے خود فحاشی ہے۔ چنانچہ اہل کلیسا ''پوپ'' انہی میں سے چنتے ہیں جو ''مُجرد'' یعنی کنوارا ہوتا ہے اور دوسری طرف آج پوری دنیا میں جنسی فحاشی ہندو دھرم سے بھی بڑھ کر عیسائیت میں پائی جاتی ہے۔ بلکہ آئے روز پادریوں کی شرمناک حرکات نے اس دعوے پر اب مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ فطری جذبات کے اظہار میں افراط و تفریط سے کیا نتائج نکلتے ہیں اور بے اعتدالی کے کرشمے کیسے ظاہر ہوتے ہیں؟ ہماری اس گفتگو کا بنیادی موضوع ''نکاح'' یا اس کے فوائد، ''زنا یا اس کے دینی و معاشرتی نقصانات'' نہیں ہے۔ بلکہ مذہب کی آڑ میں عریانی کا درس دینے والے ایک طبقے کی نقاب کشائی ہے۔ ہندو دھرم میں مرد و عورت کا ایسا ملاپ جو صرف اور صرف حظِ نفس کے لیے ہو اسے ''گاندھرو اِزدواج'' کہتے ہیں۔ گاندھرو ازدواج کا مطلب ہے، عارضی اور وقتی شادی، جس میں عورت کی حُرمت یا شرفِ انسانی کی کوئی رعایت نہ ہو، اور شیعوں میں بالکل ایسے ہی تعلق کو ''متعہ'' کا نام دیا گیا ہے۔

مُتعہ کیا ہے؟

لغوی اعتبار سے ''متعہ'' کا معنیٰ ''نفعِ قلیل'' ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Scanned with CamScanner

① وَ مَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ ۔

(سورۃ الرعد، آیت نمبر ۲۶، پارہ نمبر ۱۳)

''اور نہیں ہے دُنیا کی زندگانی آخرت کے مقابلہ میں، مگر ایک متاع حقیر''۔

اس کے علاوہ بھی یہ لفظ قرآن مجید میں قریب قریب اسی معنی کے آیا ہے۔ مثلاً

② اُمَتِّعْکُنَّ وَ اُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۔

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۲۸)

''کچھ فائدہ میں تمہیں پہنچا دوں اور بھلے طریقہ سے رخصت کر دوں''۔

③ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ۔

(پارہ نمبر ۲، آیت:نمبر ۲۴۱)

''اور مطلقہ عورتوں کے لیے خرچ دینا ایک موافق قاعدہ کے، لازم ہے پرہیزگاروں پر''۔

یہاں مطلقہ عورتوں کو جو کپڑوں کا جوڑا دیا جاتا ہے اسے ''متاع'' کہا گیا ہے۔

④ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ ۔

(پارہ نمبر ۲، آیت نمبر ۱۹۴)

''پس جو کوئی فائدہ اُٹھائے عمرہ کو ملا کر حج کے ساتھ''۔

⑤ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً وَ لَا

Scanned with CamScanner

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ۔

(پارہ نمبر ۵، سورۃ نساء آیت: ۲۴)

''پھر جس کو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے تو ان کو دو اُن کے حق میں جو مقرر ہوئے۔''

اس کا منشاء و مفہوم فقط اتنا ہے کہ اگر کسی مرد نے عورت سے نکاح کیا اور اس کے بعد خلوتِ صحیحہ کی نوبت آئی ہو (خواہ ایک مرتبہ ہو) تو اب اس عورت کو پورا مہر دینا لازم ہے۔

انہی الفاظ سے روافض کو دھوکہ ہوا تھا اور اب کئی صدیوں سے وہ دوسروں کو دھوکہ دیتے چلے آرہے ہیں، اس کی مکمل تفصیل آگے آرہی ہیں جو آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ لفظ ''استمتاع'' عام ہے جو ہر قسم کے نفع پر بولا جاتا ہے۔ لفظِ ''استمتاع'' سے وقتی نکاح مُراد لینا اور پھر اسے ''متعہ'' کا نام دے کر قرآنی جواز فراہم کرنے کا تحمل شیعہ علماء کا دل گردہ ہی کر سکتا ہے۔ آگے چل کر آپ یقین کریں گے کہ اس آیت کے ماقبل اور مابعد پر غور کرنے سے ''اہلِ متعہ'' کا یہ اصرار کتنی بڑی جرات ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے مگر قربان جائیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بُردباری اور حوصلے پر کہ ان لوگوں کو رزق فراہم کر رہا ہے۔

اور دوسرا ''متعہ'' سے نکاح مؤقت مراد لیا جاتا ہے جو ابتداءِ اسلام میں مُباح تھا، بعدازاں ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ گواہوں کی موجودگی میں کسی عورت سے ازدواجی تعلق قائم کیا جاتا، اور اس میں مدت کا

Scanned with CamScanner

تعین کر لیا جاتا، مدتِ معینہ گذر جانے کے بعد بغیر طلاق کے مفارقت ہو جاتی۔
اور دوسرا معنیٰ ''متعہ'' کا یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے چند دنوں کے لیے تعلقات قائم کرے اور کہے کہ اس انتفاع پر میں تجھے اتنی اُجرت دوں گا، یہ خالص زنا ہے اور شیعہ لوگ آج اسے اسی معنیٰ میں لیتے ہیں۔ متعہ کا یہ مفہوم اور یہ صورت ابتداءِ اسلام میں تو کیا، ابتداء کائنات سے کسی نبی کی شریعت میں جائز نہیں رہی۔ نکاح مؤقت ابتداءِ اسلام میں بحالتِ اضطراری مباح تھا۔ بعد میں یہ بھی حرام کر دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ اب جو متعہ معروف ہے اور مذہب کی آڑ میں جس کی تبلیغ کی جاتی ہے۔ اس کا کبھی کوئی نام ونشان تک نہ تھا چہ جائیکہ اس پر عمل کی نوبت آتی۔ یہ ''عُرفی متعہ'' شیعیت کے گلے کا طوق ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ''وَلَعَذابُ الآخِرَةِ اَکبَر''

یاد رہے کہ وہ ''نکاح موقت'' جسے ''متعہ'' کہا جاتا تھا۔ اس کی حضور اقدس ﷺ نے اجازت کبھی نہیں دی تھی۔ یہ پہلے سے رائج تھا، البتہ آپ ﷺ نے منع نہ فرمایا تھا اور پھر بالترتیب غزوۂ خیبر، غزوۂ اوطاس، غزوۂ تبوک اور آخر میں حجۃ الوداع کے موقع پر اس کو ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا۔ یہ تو ایک ایسی کھلی حقیقت ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے قرآن مجید کی تفسیر وتعبیر میں طبع آزمائی کی اور ''جدیدیت'' کی آڑ میں کتاب وسنت کے مسلّمہ احکام ومسائل کو اُن کے قلم روندتے چلے گئے، وہ بھی قرآن مجید سے عرفی ''متعہ'' ثابت کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ مثلاً سر سید احمد خاں صاحب لکھتے ہیں:

''متعہ کا طریقہ اسلام نے پیدا نہیں کیا، بلکہ وہ قدیم سے جاری تھا۔

Scanned with CamScanner

اسلام نے اس کو منع کیا۔ گو کہ ابتداءِ اسلام میں بھی جاری رہا ہو بہت سے رواج زمانۂ جاہلیت کے ایسے تھے کہ جو زمانہ ابتداءِ اسلام میں رائج تھے۔ بعد کو ممنوع ہوئے۔ متعہ بھی اُنہی میں سے ایک ہے۔'' [1]

نیاز فتح پوری کی شعبدہ بازیاں اور علمیّت کی جعلی کرشمہ سازیاں کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہیں، بایں ہمہ وہ بھی لکھ گئے۔

'' قابلِ غور ہے کہ عہدِ حاضر میں جب کہ آزادی تمام حدود سے گذر جانا چاہتی ہے متعہ کا جواز کہیں آوارہ فاشی کی صورت تو اختیار نہیں کرلے گا اور سوسائٹی اس کو برداشت کرسکتی ہے یا نہیں؟ چنانچہ ایران میں جہاں صدیوں سے متعہ کا جواز چلا آرہا تھا، رضا شاہ پہلوی نے اس کو بالکل بند کر دیا کیونکہ اس وقت جب کہ عورتوں کا پردہ اُٹھتا جارہا ہے، متعہ کا جواز جو آفتیں ڈھا سکتا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں اور اس کو صرف اس دلیل پر کبھی مستحسن قرار نہیں دیا جاسکتا کہ وہ برے کام کا اچھا طریقہ ہے۔'' [2]

نوٹ: نیاز فتح پوری ایک تُرک پَری اندام شاعرہ ''نگار بنتِ عثمان'' پر دل نچھاور کر بیٹھے تھے، چنانچہ اُسی کے نام پر انہوں نے ایک تاریخ ساز جریدے کا اجراء کر دیا۔ یہ ۱۹۲۲ء میں آگرہ سے جاری ہوا تھا، پھر جنوری ۱۹۲۳ء میں ''نگار'' کا دفتر بھوپال منتقل ہوگیا، جولائی ۱۹۲۷ء سے اس کی

---

1. تفسیر احمدی، صفحہ نمبر ۳۱۶، جلد دوم، مطبوعہ علی گڑھ
2. ''نگار'' لکھنؤ نومبر ۱۹۳۲ء

Scanned with CamScanner

اشاعت ''لکھنؤ'' سے ہونے لگی۔ ۱۹۶۲ء میں نیاز صاحب پاکستان منتقل ہوئے تو ''نگار'' بھی یہاں آ گیا یا ''آ گئی'' یہاں وہ کیوں آئے؟ اور کسمپرسی میں کیسے دن گذارے؟ اولاد کی جانب سے انہیں کیسی کیسی اذیتیں ملیں؟ یہ ایک عبرت ناک اور اندوہناک واقعہ ہے، بہر حال نیاز صاحب ۲۴ مئی بروز منگل ۱۹۶۴ء میں فوت ہوئے۔ ❶

اور تو اور، ہندو پاک میں فتنۂ انکار حدیث کے بانی قاضی غلام نبی المعروف عبداللہ چکڑالوی جو ''اہلِ قرآن'' ہونے کے زعم میں اپنے خودساختہ انکار سے خدا ساختہ قوانین کی دھجیاں (العیاذ باللہ) اڑانے کی کوشش کرتے تھے، وہ بھی ''متعہ'' کو قرآنی جواز دینے کی ہمت نہ کر سکے۔ چنانچہ چکڑالوی جی ''متعہ کی تردید'' کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

''فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ'' آیت ہذا سے جو لوگ متعہ کا جواز وہم خیال کرتے ہیں، اس میں اُن کی سخت غلطی ہے کیونکہ ما قابل سورۃ النساء جہاں سے شروع ہوتی ہے۔ وہاں سے برابر نکاح ہی کا بیان چلا آتا ہے۔ پس اُن لوگوں کی بہت بھاری حماقت وسفاہت وشقاوت وبغاوت ہے کہ اس جگہ سے متعہ کا حلال ہونا وہم خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ چار رکوع کامل میں برابر نکاح کا ذکر چلا آ رہا ہے اور نکاح کے مطابق ارشادِ قرآن مجید صرف وہی ہوتا ہے کہ جس میں کوئی معیاد مقرر نہ ہو، ہمیشہ کے لیے مرتے دم تک کے واسطے

---

❶ بڑے خوب تر نگارے، ڈاکٹر ممتاز کلیانی، ناشر ازکریا یونیورسٹی، ملتان

Scanned with CamScanner

باندھا جائے۔ اس سے بڑھ کر اعلیٰ درجہ واول نمبر کی نجاست وخباثت متعہ کو حلال جاننے والے لوگوں کی یہ ہے کہ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ سے خرچی ''متعہ'' کی مراد لیتے ہیں۔ یہ بھی سراسر اُن کی سفاہت وجہالت ہے۔ افسوس صد افسوس ہے اُن لوگوں کی شقاوت اور شرارت پر جو کہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ سے متعہ نکالتے ہیں اور فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ سے متعہ کی خرچی کا مسئلہ ثابت کرتے ہیں۔ اگر کوئی نادان بے خبر اپنی سفاہت وجہالت کے سبب سے مَتِّعُوْهُنَّ سے متعہ یعنی زناکاری کا مسئلہ نکالتا پھرے، تو اس کا کیا علاج ہے؟ [1]

افسوس کہ رافضی علماء چکڑالوی صاحب اور نیاز فتح پوری جتنا فہم بھی نہ پاسکے اور ان لوگوں نے متعہ کا اصطلاحی معنیٰ کر کے اُجرت دے کر منہ کالا کرنے کا مسئلہ نکال لیا، شیعہ علماء کے ہاں ایک یہ دروغ گوئی بھی ہے کہ مسلمانوں کے ہاں متعہ کو ایک اختلافی مسئلہ کہہ کر مشہور کرتے ہیں حالانکہ ملتِ اسلامیہ میں بالاتفاق متعہ حرام ہے۔ چنانچہ ایک شیعہ مصنف بشیر حسین بخاری نے لکھا ہے۔

> ''اختلافی مسائل میں ایک مسئلہ متعہ بھی ہے۔ ملتِ شیعہ تو جوازِ متعہ پر متفق الرائے ہے مگر مسلمانوں کے دیگر مکاتبِ فکر کے ہاں یہ مسئلہ اختلافی ہے۔'' [2]

---

1. ترجمۃ القرآن بآیات الفرقان جلد اول ص ۵،۶،۷، مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس، لاہور
2. جوازِ متعہ ص ۴

مگران لوگوں کا ضمیران کی جنسی تسکین کے اس ناجائز عمل کا شاید مؤید نہیں ہے کہ کیونکہ یہی صاحب اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

''جوازِ متعہ کتابچہ کی غرضِ تالیف پاکستان میں متعہ کو رواج دینا نہیں ہے۔ کیونکہ پاکستانی معاشرہ اس کا متحمل نہیں ہے۔''❶

یقیناً اس کے لیے ایرانی معاشرہ ہی متحمل ہوسکتا ہے، مگر حیرت ہے کہ جس عمل کا جواز قرآنِ پاک اور مذہب اہل بیت سے ثابت کیا جاتا ہے اس کا معاشرہ متحمل کیوں نہیں ہوسکتا؟ اسلام تو دین فطرت ہے اور دینِ فطرت کا کوئی حکم اہل مذہب یا معاشرہ پر بوجھ نہیں ہوتا۔ ''جواز متعہ'' کے مصنف بے چارے اپنے مذہب کی بنیادی معلومات سے تہی دامن ہیں۔ ان کی اس عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ متعہ ایک رواجی امر ہے، یعنی جس خطے میں رائج ہو وہاں کرلیا جائے اور جہاں رواج نہ ہو وہاں چھوڑ دیا جائے۔ جب کہ ان کی کتب میں متعہ کی فضائل ومحاسن پڑھ کر بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے ہاں متعہ رواجی امر نہیں ہے۔ بلکہ ضروریاتِ مذہب میں داخل ہے۔ جیسا کہ شیعہ عالم محمد بن الحسن الحر العاملی نے لکھا ہے کہ

''متعہ ضروریاتِ مذہب میں سے ہے۔''❷

شیعہ مصنف بشیر حسین کے یہ الفاظ کہ ''پاکستانی معاشرہ متعہ کا متحمل نہیں ہوسکتا'' پسِ پردہ ایک حقیقت کی ترجمانی بھی ہوسکتی ہے کیونکہ پاکستانی یا کوئی بھی مسلم معاشرہ واقعی بدکاری کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

---

❶ جواز متعہ ص ۷

❷ وسائل الشیعہ جلد نمبر ۷، ص ۴۴۱

''عجالۂ حسنہ'' علامہ باقر مجلسی کے قلم سے متعہ کا تعارف

اس وقت ہمارے پیش نظر مشہور شیعہ مجتہد علامہ باقر مجلسی کا ایک کتابچہ ''عجالۂ حسنہ'' ہے اس کا اردو ترجمہ سید محمد جعفر قدسی جائسی نے کیا تھا۔ جعفر جائسی اس کے ابتدائیہ میں خلیفۂ دوم سیدنا حضرت عمرؓ پر برستے ہوئے لکھتے ہیں:

''خلیفہ صاحب کو جو ایک دن کچھ جدت کی سوجھی تو بے سمجھے بوجھے متعہ ایسے مستحسن فعل کے متعلق حکم امتناعی جاری کر بیٹھے۔ کس کو مجالِ دم زدن تھی؟ اور کون یہ کہنے کی جرأت کرتا کہ

بات ایسی تو ہو ناصح جسے دنیا مانے
ہے برا سب کی نگاہوں میں بُرا ہو جانا

حیف صد حیف کہ مخلوقِ خدا کو ایسے جادۂ ثواب سے منحرف کر دیا اور اس کو گمراہ کرنے کا مظلمہ ہمیشہ کے لیے اپنے سر لیا۔ کیوں حضرت!

خدا کے سامنے ان کو بھلا کیونکر چھپاؤ گے؟
یہ قطرے خون کے جو زیرِ داماں ہوتے جاتے ہیں

اسی ایک واقعہ سے خدا تعالیٰ کی نافرمانی، رسولِ برحق کی مخالفت، تعصب و جہالت کی انتہا، باطل پرستی کی شان سب کچھ ظاہر ہے، اس مخالفت سے ایک ایسا انقلابِ عظیم پیدا ہو گیا کہ عوام تو عوام خواص کی نظروں میں بھی متعہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا، نہ اس کے فضائلِ کثیرہ سے کسی کو آگاہی، نہ ایسی نعمتِ غیر

Scanned with CamScanner

مترقبہ کی طرف کوئی توجہ! فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ⓿

آپ نے غور کیا؟ مترجم کی زنبیلِ رفض میں جتنی گالیاں تھیں وہ ''ثواب'' کی نیت سے انہوں نے ایک جلیل القدر صحابی اور خلیفۂ رسول ﷺ کو دے دیں کہ انہوں نے متعہ ایسے فعلِ مستحسن کو حرام اور ممنوع قرار کیوں دیا تھا؟ شیعہ علماء کی ذہنی کیفیت اور جنسی جوش کا اس سے زیادہ نمونہ آپ کیا دیکھنا چاہتے ہیں؟ اگر اس شیعہ مترجم کی عقل پر جنسی بھاپ نہ چڑھی ہوتی تو انہیں معلوم ہونا چاہیے تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حُرمت متعہ کے حُکم کے موجد نہیں تھے، اسے حرام تو حضور ﷺ نے خود کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف اسے نافذ اور مُشتہر کرنے والے تھے۔ متعہ کی حُرمت نصوصِ قرآنیہ، حضور اکرم ﷺ کے فرامین عالی شان، آثار صحابہ اور تعامل امت سے ثابت ہے۔ یہ کہنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حرام کیا، حرام کھانے کے مترادف ہے۔ تاجدار مدینہ ﷺ کی رحلت کے بعد خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکے تھے، اور اس قلیل مدتِ خلافت میں بھی آپ منکرینِ زکوٰۃ اور منکرین ختم نبوت کی سرکوبی میں مصروف رہے۔ جب سیدنا حضرت عمرؓ کا زمانۂ خلافت آیا اور حالات میں ٹھہراؤ پیدا ہوا تو آپ نے نظامِ مملکت کے لیے قوانین وضع کیے اور شریعت کی بالادستی کے لیے کتاب وسنت کے احکامات بحیثیتِ خلیفہ اُجاگر کیے چنانچہ آپ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

⓿ مجالہ حسنہ ترجمہ رسالۂ متعہ ص ۴، مطبع اثنا عشری دہلی

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلَّم اَذِنَ لَنَا فی المتعۃ ثلاثا ثم حرمھا واللّٰہ لا اعلم احدا تمتع وھو محصن الا رجمتہ بالحجارۃ۔

"بے شک حضور ﷺ نے تین دن کے لیے نکاحِ موقت کو مباح کیا تھا، پھر آپ ﷺ نے خود ہی اسے حرام فرما دیا، اب اگر کسی شادی شدہ نے یہ عمل کیا تو میں اسے پتھروں سے رجم کر دوں گا۔" ❶

اس روایت میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ متعہ کو حضور علیہ السلام نے خود حرام قرار دیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو قانوناً نافذ فرما دیا۔ اور اس حدیث کے تحت عرب و عجم کے شارحینِ حدیث نے توضیح فرما دی ہے کہ روایت میں لفظ "متعہ" سے مراد عرفی اور شیعی متعہ نہیں ہے بلکہ ایک مدت معینہ تک نکاح ہے۔ اب شہوت پرستوں کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر برسنا حماقت کے سوا کچھ نہیں اور جعفر قدسی جائسی صاحب علامہ مجلسی کی اس کتاب کا ترجمہ کر کے اتنے خوش ہیں کہ جامہ سے باہر ہوئے جاتے ہیں اور وہ اسے توشۂ آخرت سمجھتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

"حقیر سراپا تقصیر نے بخیال سہولت عام و نفع رسانی مومنین کرام، فاضل جلیل، عالم نبیل، عمدۃ المفسرین، قدوۃ المحققین مولانا محمد باقر مجلسی اصفہانی اعلی اللہ مقامہٗ فی دارالکرامۃ کے رسالۂ متعہ کا زبانِ سلیس اردو میں ترجمہ کیا تا کہ حق و باطل آئینہ ہو جائے اور سب لوگ اس عمل خیر کی طرف ملتفت ہوں۔"

---

❶ ابن ماجہ جلد دوم، ص ۱۴۲

Scanned with CamScanner

یعنی شیعہ علماء کے ہاں متعہ "عملِ خیر" ہے جسے قابل التفات جان کر اس کی طرف دعوت دی جارہی ہے اور خود صاحبِ کتاب یعنی علامہ باقر مجلسی کی رغبتِ متعہ ملاحظہ کریں، وہ ابتداء میں ہی لکھتے ہیں:

"خدائے غنی کی رحمت کا محتاج محمد باقر عرض کرتا ہے کہ وہ متعہ نساء جس میں بے شمار ثواب اور جس کی بڑی فضیلت ہے، مگر علماءِ مخالفین بوجہ ظلم وطغیان باوجود ادلہ وبرہان، جس کے منکر رہے اور اُن کے عام تابعین بھی حقیقتِ حال سے ناواقف رہنے کے سبب سے ان کے ہم خیال ہو کر متعہ سے رغبت نہیں کرتے تھے اور بعض شیعہ بھی ثواب سے اس لیے محروم رہے اور کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے تھے کہ متعہ کے فوائد زبانِ عربی میں مذکور تھے لہٰذا خاکسار ذرۂ بے مقدار کی خاطر فاتر میں یہ خیال جاگزیں ہوا کہ باوجود قلتِ بضاعت وعدمِ استطاعت اُن بعض آیات واحادیث اور اقوال مجتہدین کو جو اس بات میں ہیں کہ متعہ کرنا سُنتِ موکدہ ہے لیکن اہل خلاف از روئے ظلم وعناد اسے منع کرتے ہیں، میں جمع کروں اور زبانِ فارسی میں لکھوں، شاید کہ موافق ومخالف اس طرف راغب ہوکر ثواب سے بہرہ مند ہوں۔" ❶

اللہ نے ہمیں مُتعہ کی نعمت سے سرفراز کیا

علامہ باقر مجلسی آنحضرت ﷺ سے ایک روایت یوں منسوب کرتے ہیں:

---

❶ رسالۂ متعہ، ص ۸، ۹

''خدائے برحق نے ایسی نعمت سے ہمیں سرفراز کیا جو پیغمبرانِ ماسبق سے کسی کو بھی نہیں بخشی گئی، میں تم کو متعہ کرنے کا حکم دیتا ہوں تاکہ میرے بعد اور میرے زمانہ میں یہ تیری سنت رہے، جو میرے کہنے پر عمل کرے گا اور اسے رواج دے گا، وہ مجھ سے ہے، جس نے حکم متعہ میں اختلاف کیا اس نے حکم خدا کی مخالفت کی۔'' (1)

علامہ مجلسی کی اس کتاب کے مترجم جعفر جائسی بغضِ عمر رضی اللہ عنہ میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ یا پھر بدکاری کے عادی مجرم تھے کیونکہ اس کتاب میں جگہ جگہ وہ اپنے ممدوح علامہ مجلسی کی عبارتوں کے درمیان بریکٹ میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر تبرا کرتے ہیں چنانچہ علامہ مجلسی ایک جھوٹی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ

''جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر متعہ کرنے کے لیے عمر کی ممانعت نہ ہوتی تو سوا شقی کے اور کوئی زنا نہ کرتا''۔ اس جھوٹی اور تراشیدہ روایت پر جعفر جائسی یوں مصالحہ لگاتے ہیں۔

''خونِ شہداء، تمام برگردن اوست، یعنی زانیوں کے زنا کا جو کچھ وبال ہے وہ سب زوجِ پُرفتوح حضرت عمر کی جانب راجع ہے۔'' (2)

استغفر اللہ العظیم! زنا کو حلال ثابت کرنے کے لیے ان لوگوں کا باطن کتنی غلاظت اُگل رہا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایمانی غیرت کا انکار کرنے اور اُن پر زبانِ تبرا استعمال کرنے کا یہ وبال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے غیرت چھین لی اور ایک مسلمہ بے حیائی وعریانی کو مذہب بنانا ان کی

---

(1) ایضاً ص ۱۰
(2) ایضاً ص ۱۱

مجبوری ٹھہرا۔ یہ ایک بے آواز لاٹھی ہے جو شیعہ مذہب پر قدرت کی جانب سے لگی ہے۔

علامہ مجلسی کے قلم سے مُتعہ کے فضائل

''متعہ'' کے نام سے علامہ باقر مجلسی کے اندر کا شعلہ بھڑک اُٹھتا تھا۔ دوسرے شیعہ علماء بھی کسی سے کم نہیں ہیں مگر علامہ مجلسی اس موضوع پر جو زمین و آسمان کے قلابے ملا کر اس کی فضیلت ثابت کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شیعہ بزرگ کو غالباً اس فعل سے نسبتاً زیادہ رغبت تھی۔ پڑھیے، وہ لکھتے ہیں:

''جناب ختم المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی عمر میں ایک دفعہ متعہ کرے گا وہ اہل بہشت سے ہے، وہ مرد جس نے متعہ کا ارادہ کیا اور وہ عورت جو متعہ کے لیے آمادہ ہوئی، جب یہ دونوں باہم بیٹھتے ہیں تو ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے اور جب تک دونوں اپنی خلوت گاہ سے نکلتے نہیں ہیں وہ ان کی حفاظت کرتا ہے۔ دونوں کا آپس میں گفتگو کرنا تسبیح کا مرتبہ رکھتا ہے جب دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے ہیں تو ان کی انگلیوں سے اُن کے گناہ ٹپکتے ہیں۔ جب دونوں آپس میں بوسہ لیتے ہیں تو حق تعالیٰ دونوں کو ہر بوسہ کے ساتھ حج و عمرہ کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ وہ دونوں عیش و مباشرت میں جب تک مصروف رہتے ہیں پروردگار عالم ہر لذت و شہوت کے ساتھ اُن کے نامۂ اعمال میں پہاڑوں کے برابر ثواب تحریر کرتا ہے۔ جب دونوں

Scanned with CamScanner

فارغ ہوتے ہیں اور غسل کرتے ہیں درحالیکہ وہ یہ جانتے ہیں اور یقین رکھتے ہوں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ہمارا خدا ہے اور متعہ کرنا سنتِ رسول مقبول ﷺ ہے تو خدا تعالیٰ فرشتوں سے خطاب کرتا ہے کہ میرے ان دونوں بندوں کو دیکھو جو اُٹھے ہیں اور اس علم و یقین کے ساتھ غسل کر رہے ہیں کہ میں ان کا پروردگار ہوں، تم گواہ رہو کہ میں نے ان کے گناہوں کو بخش دیا۔ ان کے جسم کے کسی بال سے پانی گرنے بھی نہیں پاتا کہ دونوں کے لیے ایک ایک بال کے عوض دس دس ثواب لکھ دیئے جاتے ہیں اور دس دس گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور ان کے مراتب دس دس درجہ بلند کر دیئے جاتے ہیں۔ راویانِ حدیث جناب سلمان وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام اُٹھے اور عرض کیا کہ یا حضرت میں آپ کی تصدیق کرنے والا ہوں، یہ ارشاد ہو کہ جو شخص اس کارِ خیر میں سعی کرے، اسی کے لیے کیا ثواب ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ اس کا ثواب بھی متعہ کرنے والوں کے ثواب کی مانند ہے۔ پھر جنابِ امیرؑ نے عرض کیا کہ متعہ کرنے والوں کا کیا ثواب ہے؟ حضرت نے فرمایا وہ لوگ فارغ ہو کر جب غسل کرتے ہیں تو جتنے قطرے اُن کے بدن سے گرتے ہیں۔ اُن سے حق تعالیٰ ایسے فرشتے خلق فرماتا ہے جو تسبیح و تقدیس ایزدی بجالاتے ہیں اور اس کا ثواب تا قیامت دونوں کو پہنچتا ہے۔ یہ سُن کر جناب امیر نے فرمایا کہ جو شخص اس سنت کو دشوار سمجھے اور اس پر عمل نہ کرے۔ وہ میرے شیعوں سے نہیں ہے اور میں اس سے بیزار ہوں۔

Scanned with CamScanner

حضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے زنِ مومنہ سے متعہ کیا گویا اس نے خانۂ کعبہ کی ستر مرتبہ زیارت کی۔''

پھر اس سے آگے مترجم ''جوشِ متعہ'' میں آ کر لکھتے ہیں۔

''اس حدیث شریف سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی مومنہ سے متعہ کرنے والے کو حرم محترم کی ستر مرتبہ زیارت کرنے کا ثواب ملے گا۔''[1]

قارئین کرام! اس رام کہانی پر تبصرہ کرتے ہوئے بھی حیاء آتی ہے۔ شیعہ مجتہدین نے متعہ کو ثابت کرنے کے لیے پہلے قرآن مجید سے جواز نکالنے کی مذموم حرکت کی اور پھر عملاً رسول اللہ ﷺ سے منسوب کر دیا اور یہی نہیں بلکہ اس میں فاعل اور مفعولہ کے درمیان ''دلالی'' کا کردار ادا کرنے والے کے لیے بھی ''اجرِ عظیم'' ثابت کر دیا۔ کیا یہ براہِ راست حضور اکرم ﷺ اور حضراتِ اہل بیتؓ کی توہین نہیں ہے؟ مگر اس وقت ہم اس بحث میں نہیں جاتے۔ عمرانی اور نفسیاتی اعتبار سے ہم کسی اور سے نہیں، شیعہ عورتوں سے اُن کی نسوانی حُرمت کا لحاظ کرتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ کیا شیعہ مجتہدوں کے اس بیان سے آپ کی فطرت، ضمیر اور غیرت اتفاق کرتی ہے؟

خطۂ فارس میں علامہ مجلسی کے افکار کے سب سے بڑے مناد اور داعی جناب خمینی صاحب بھی فتویٰ جاری کر گئے تھے کہ

''یجوز التمتع بالزانیة علی کراهته۔''[2]

''زنا پیشہ عورت سے متعہ جائز تو ہے، مگر کراہت کے ساتھ۔''

---

1. عجالہ حسنہ ترجمہ رسالۂ متعہ، ۱۶، ۱۵، ۱۴، مطبع اثنا عشری، دہلی
2. تحریر الوسیلہ جلد دوم، ص ۲۹۲

گویا خمینی صاحب بھی ''صالحات و مومنات'' کی عصمتوں سے کھیلنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔ خمینی صاحب نے تو اپنی جلاوطنی کے زمانہ میں عراق کے اندر عملاً ایک ایسی حرکت کر بھی ڈالی تھی، مشہور یمنی مجاہد الشیخ ابومصعب زرقاوی رحمہ اللہ نے یہ انکشاف اپنی ایک تقریر میں کیا تھا جو بعدازاں عراق سے چھپنے والی ان کی کتاب میں بھی شائع کر دیا گیا۔ ابو مصعب زرقاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''جب خمینی عراق میں مقیم تھے تو وہاں ''سید صالح'' نامی شخص کی ملاقات کے لیے آئے، وہ خمینی صاحب کے آنے سے بہت خوش ہوا، کھانا بنوایا اور کافی احباب کو بھی جمع کیا، پھر سید صاحب نے کہا کہ آج رات ان کے ہاں قیام کریں تو امام خمینی نے حامی بھر لی، رات کا کھانا لایا گیا اور وہاں پر موجود لوگ خمینی کے ہاتھ چومتے اور مسائل دریافت کرتے رہے۔ جب سونے کا وقت ہوا اور لوگ چلے گئے تو امام خمینی نے وہاں ایک بچی کو دیکھا، جو چند سالوں کی تھی مگر نہایت خوبصورت، تو امام نے سید صاحب سے اسے متعہ کے لیے پیش کروانے کی اجازت چاہی تو اس کے والد نے بخوشی اجازت دے دی امام خمینی نے ایک کمرے میں اس بچی کے ساتھ رات گذاری، خمینی صاحب کے رفقاء کے مطابق جب صبح ناشتے پر اکٹھے ہوئے تو خمینی نے اپنے دوستوں کے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھے جو ایک بچی کے ساتھ شب بسری کرنے پر ان سے نالاں تھے۔ اس دوران سید صالح نے کہا کہ آپ لوگ بچی کے ساتھ تمتع کرنے کے متعلق کیا خیالات رکھتے ہیں؟ انہیں کہا گیا کہ آپ خود امام و مجتہد ہیں، تو

انہوں نے کہا کہ ''چھوٹی لڑکی کے ساتھ تمتع جائز ہے لیکن یہ اس کے ساتھ کھیلنے چمٹانے اور بوس و کنار کی حد تک ہونا چاہیے، کیونکہ اس میں جماع کی طاقت نہیں ہے۔'' ❶

شیخ زرقاوی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں ''متعہ کی حرمت اور روافض کے اخلاقی جرائم'' کے حوالہ سے ایک طویل بحث کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فارس و ہندوستان سمیت عرب دنیا میں شیعہ لوگوں کے ہاں ''متعہ'' کو کس قدر اہمیت دی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> ''ڈکتور ناصر القفاری اپنی کتاب ''شیعہ امامیہ اثناء عشریہ کے اصول'' میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو کوئی روافض کے موجودہ زمانہ میں متعہ کے نکاح کی طرف غور کرے گا تو اسے اس پر زنا کا حکم لگانے میں کوئی تردد نہیں برتنا پڑے گا کہ آج ایک فاحشہ عورت بیس افراد سے بدکاری کروا کر کہتی ہے کہ میں نے تو ''متعہ'' کیا ہے اور میں ''متمتعہ'' ہوں۔ پس ان کے لیے ایسے بازار بنا دیئے گئے ہیں جہاں ان کے ایجنٹ دلال ان کے مرد ڈھونڈ کر لاتے ہیں اور پھر ان کے ساتھ زنا کی اجرت طے کی جاتی ہے اور پھر وہ خبیث عورتیں انہیں ہاتھوں سے پکڑ کر اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کی طرف لے جاتی ہیں۔'' ❷

شیخ ابو معصب زرقاوی رحمہ اللہ رافضی معاشرے پر متعہ کی آثارِ بد پر تبصرہ

---

❶ هل أتاك حديث الرافضة/الشيعة فرقة الغدر والخيانة، ص ١٠٢

❷ ایضاً، ص ١٠٣

کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس (متعہ) کے آثار میں سے اختلاطِ نسب سامنے آیا، جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام ٹھہرایا جب کہ یہ سب کچھ دوسروں کی ازواج کے ساتھ متعہ کا نتیجہ تھا، جب اپنے خاوند کے علم کے بغیر وہ حاملہ ہونے لگیں اور جانتی نہ تھیں کہ یہ کس کا بچہ ہے؟ اس کا سبب یہ تھا کہ ان محارم کے ساتھ اس نکاحِ متعہ کی کثرت ہوگئی۔ مردوں کے کثرتِ متعہ کے سبب وہ جب محارم کے ساتھ نکاح کرنے لگے تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ وہ لڑکی جس کے ساتھ اس نے متعہ کیا ہے وہ اس کی سابقہ ممتوعہ کی بیٹی ہوتی یا اس کے بیٹے کی ہونے والی بیوی ہوتی یا پھر اس کے والد کی بیوی ہوتی۔ انہی باتوں کے تذکرہ میں ''سید حسین الموسوی'' کہتا ہے کہ

> ''میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ حادثہ ہوا تھا، اس نے بتایا کہ ایک سید جس کا نام ''سید حسین الصدر'' تھا۔ اس نے اس عورت کے ساتھ بیس سال قبل نکاحِ تمتع کیا تھا تو وہ عورت اس سے حاملہ ہوگئی لیکن جب اس کا دل اس عورت سے بھر گیا تو اس نے اسے فارغ کر دیا، کچھ مدت کے بعد اس کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی اور اس عورت نے قسم کھائی کہ وہ بیٹی اسی سید کی ہے کیونکہ اب تک کسی نے اس کے ساتھ متعہ نہیں کیا۔ پھر جب وہ لڑکی جوان ہوگئی اور خوبصورت بھی تھی تو اس کی شادی کا فیصلہ کیا گیا، تب لڑکی نے ماں کو بتایا کہ وہ تو حاملہ ہے، ماں نے پوچھا کہ کس نے تمتع کیا ہے؟ تو اس نے ''سید'' مذکورہ کا

نام لے لیا۔ ماں دہشت زدہ ہوگئی اور بے ہوش ہوکر گر گئی، پس دیکھو کہ کیسے اس سید نے ماں کے ساتھ تمتع کیا اور آج وہ اس کی بیٹی کے ساتھ کر رہا ہے۔

اس کے آثار میں یہ بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ خواہش پرستوں، فسادیوں اور فاسقوں نے متعہ کو اپنی شہوتوں کو پورا کرنے کے لیے ڈھال بنالیا اور فسق و فجور کے نئے باب رقم کر دیئے اور یہ سب دین کے نام پر متعہ کی چھتری کے نیچے ہو رہا ہے۔ اسی طرح ان کے آثار میں یہ بھی ہے کہ یہ ''سادات'' جو اس نکاح کو حلال قرار دیتے ہیں لیکن بیٹیوں اور بیویوں کو اس سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ اندرون خانہ اس بات کا شعور اچھی طرح رکھتے ہیں کہ یہ زنا کی طرح ہے جب کہ وہ خود دوسروں کی بیویوں سے تمتع کر رہے ہوتے ہیں۔'' ❶

موصل کے ایک نوجوان نے امام الخوئی کو لاجواب کر دیا

موصل کے دو دوست، جن میں سے ایک شیعہ اور دوسرا سُنی تھا، کا آپس میں متعہ کے مسئلہ پر مباحثہ ہوگیا۔ آخر کار فیصلہ ہوا کہ شیعہ عالم علامہ الخوئی سے جا کر پوچھتے ہیں چنانچہ یہ دونوں دوست علامہ الخوئی کے پاس آئے، آگے ابومصعب زرقاوی رحمہ اللہ سے سُنیے۔

''ان میں سے ایک کہنے لگا کہ سید آپ نکاحِ متعہ کی حلت یا حرمت کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ تو الخوئی سوال کرنے والے پر تجسس ہوا

---

❶ الشیعۃ فرقۃ الغدر والخیانۃ، ص ۱۰۴

اور پوچھا تم کہاں رہتے ہو؟ نوجوان نے کہا میں موصل کا رہائشی ہوں
اور آج کل نجف اشرف میں قیام پذیر ہوں۔ تو امام الخوئی نے کہا اس
کا مطلب ہے۔ آپ سُنی ہیں؟ سائل نے اثبات میں جواب دیا، تو
امام نے کہا متعہ ہمارے نزدیک حلال ہے اور تمہارے نزدیک حرام
ہے۔ نوجوان نے کہا کہ میں یہاں غریب الوطن ہوں تو آپ اپنی بیٹی
مجھے کیوں نہیں دیتے کہ میں اس سے تمتع کروں؟ یہاں تک کہ واپس
موصل لوٹ جاؤں۔ تو علامہ الخوئی نے چونک کر کہا میں سید ہوں اور
ایسا کرنا سادات کے ہاں حرام ہے اور شیعہ عوام کے ہاں حلال ہے۔
وہ سنی نوجوان دیکھ کر مسکرایا اور سمجھ گیا کہ یہ بطور تقیہ ایسا کہہ رہے ہیں،
چنانچہ بعد میں سنی نوجوان کا شیعہ ساتھی علامہ الخوئی کے اس جواب
سے پھٹ پڑا اور کہا کہ اے مجرمو! تم اپنے نفسوں کے لیے ہماری
بیٹیوں کے ساتھ متعہ کو جائز کہتے ہو۔ حلال کہتے ہو، اس کے ذریعہ
اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے ہو۔ اور خود تم اپنی بیٹیوں کا ہمارے
ساتھ تمتع حرام کیے دیتے ہو، پھر وہ گالیاں دیتا ہوا چلا گیا...... نکاح
متعہ جسے رافضی حلال کہتے ہیں اسی کے خطرناک آثار میں سے ایک یہ
بھی ہے کہ انہوں نے اس کے ساتھ کئی راہیں تلاش کر لی ہیں۔ پس
ان کے داعی جب اس کی اباحت کے فتوے داغتے ہیں اور رافضی
مذہب پھیلاتے ہیں تو ان کا سب سے بڑا ہتھیار یہی متعہ ہوتا ہے۔
یہاں تک کہ انہوں نے بہت سے اہل السنت کے اہل ہوس کو بھی اس
کا گرویدہ بنالیا ہے۔" ❶

---

❶ الشیعۃ فرقۃ الغدر والخیانۃ: ص ۱۰۷

ایک شیعہ مجتہد کا جھنگ کے کرنل سے مطالبہ "دخترِ خود بیار"

حاجی مرید احمد چشتی مولانا قمر الدین سیالوی ؒ کے حالات میں سید مراتب علی شاہ خوارزمی کے حالات میں لکھتے ہیں:

کرنل سید عابد حسین شاہ رئیس شاہ جیونہ ضلع جھنگ کے مزارعین مسلک حقہ اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتے تھے ایک مرتبہ اس نے اپنے مزارعین سے کہا: "تم شیعہ ہو جاؤ یا زمین چھوڑ دو" مزارعین نے حضور شیخ الاسلام سیالوی کی خدمت معلی میں حاضر ہو کر ساری داستان بیان کی، حضور نے فرمایا، ہفتہ بعد جلسہ رکھو، میں آ جاؤں گا چنانچہ آپ مقررہ وقت پر تشریف لے گئے اور روافض کے عقائد پر آپ نے زبردست خطاب فرمایا نیز فتویٰ کفر جاری کیا۔ کرنل نے حاضر ہو کر عرض کیا جنابِ والا آپ نے ہمارے گھر میں آ کر ہم پر فتویٰ لگایا ہے جو بہت بڑی زیادتی ہے، آپؒ نے فرمایا چند یوم بعد میں تیری کوٹھی پر جلسہ کروں گا۔ چنانچہ آپ نے تاریخ مقرر فرما دی اور تاریخِ مقررہ پر مجمع کثیر جمع ہو گیا۔ کرنل نے جب یہ منظر دیکھا تو کوٹھی چھوڑ کر فرار ہو گیا، کچھ عرصہ کے بعد کرنل سید عابد حسین شاہ نے آپ کو مناظرہ کا چیلنج دیا اور لکھنؤ سے مجتہد بلا لیا۔ آپ بھی چند علماء کی معیت میں وہاں پہنچ گئے مجتہد کو خطاب کر کے فرمایا جس آیت کا ترجمہ تو نے کیا ہے، وہ آیت پڑھ دو۔ تم جیتے ہم ہارے، مجتہد آیت کی تلاوت نہ کر سکا اور اسٹیج چھوڑ کر بھاگ گیا، رات کو کرنل سے برائے متعہ لڑکی طلب کی تو کرنل نے معذرت چاہی۔ مجتہد نے دوبارہ کہا، دخترِ خود بیار! (یعنی

اپنی بیٹی لے آ) کرنل نے پھر معذرت کی دوسرے دن مجتہد صاحب لکھنؤ روانہ ہو گئے۔ کرنل موصوف نے مجتہد کی اس حرکت کی قطعاً پروانہ کی۔ ❶

نوٹ: یاد رہے کہ مذکورہ کرنل صاحب جھنگ کی معروف خاتون سیاستدان سیدہ عابدہ حسین کے والد تھے۔

روافض کو اس نوبت تک کس چیز نے پہنچایا؟

دنیا کا ہر مہذب انسان، خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب کے ساتھ ہو، وہ علانیہ جنسی بے راہروی کو اپنا مذہبی فریضہ قرار نہیں دیتا۔ عملاً خواہ وہ سب کچھ کر رہا ہو۔ کائنات ارضی میں فقط شیعہ لوگ ہیں جو اس سنگین غیر اخلاقی فعل کو اپنے مذہب کا اثاثہ قرار دیتے ہیں اور ان کا لٹریچر متعہ کے فضائل و جواز سے لبالب ہے۔ وہ کونسی چیز ہے جس نے اس طبقے کے باطن سے تہذیب کی کرنیں کھینچ لیں اور شرفِ انسانی کے بنیادی اور قیمتی جوہر سے بھی یہ لوگ محروم کر دیئے گئے ہیں؟ اس کا ذکر ہم اپنے جذبات کے تحت اگرچہ پہلے کر آئے ہیں۔ مگر ایک عراقی مجاہد اور دوسرے ثقہ عالم دین سے بھی سُن لیجیے علامہ زرقاوی ﷫ کہتے ہیں:

''میں نے ان لوگوں کے حالات پر بہت سنجیدگی کے ساتھ غور کیا کہ آخر کس چیز نے انہیں اس فساد تک پہنچایا؟ ظاہراً تو یہ لوگ دعویٰ اسلام کرتے ہیں، عفت وطہارت کی باتیں بھی کرتے ہیں۔ مگر فساد اور خرابی کی ان حدوں تک جا پہنچے جہاں اس سے پہلے امت کا کوئی

---

❶ (فوز المقال فی خلفاء پیر سیال جلد ۴، ص ۶۰ ۵ شائع کردہ انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ، کہکشاں کلفٹن کراچی)

طبقہ نہ پہنچا تھا۔ اگر آج ہم یورپ وامریکہ وغیرہ کی طرف دیکھیں تو
پتہ چلتا ہے کہ روافض ان سے بہت آگے نکل گئے ہیں۔ یورپ
والے جن قوانین کے تحت حکومت کرتے ہیں وہ خود ایسے افعال کا
انکار بہت کرتے ہیں، چاہے ان کی قومیں اس فعل کو کرتی ہوں، مثلاً
محرمات سے نکاح ان کے قانون میں حرام ہے۔ ازدواجی خیانت بھی
ممنوع ہے سوائے ان جنسی شہوتوں کے جن کا وہ ارتکاب کرتے ہیں۔
پس یہ سب کچھ وہ مذہب کے نام پر نہیں کرتے بلکہ آزاد خیالی اور
شہوت کے نام پر کرتے ہیں۔ لیکن یہ روافض ایسے تمام کام دین
کے نام پر کرتے ہیں۔ اللہ گواہ ہے کہ میں نے (زرقاوی) ان لوگوں
کے حالات پر بڑا غور کیا کہ کس بات نے انہیں اس حد تک پہنچایا؟ تو
مجھ پر یہ واضح ہوا کہ جس بات نے انہیں یہاں لا کھڑا کیا کہ ان کے
اعمال کی مثل ہی انہیں جزا ملی، وہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے زمین پر
سب سے اعلیٰ ترین گھر کے بارے میں زبان طعن دراز کی، خبردار رہو
کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گھرانہ ہے...... اور ان میں سرفہرست
المبرہ، المطہرہ، الصافیہ، النقیہ صدیقہ بنت صدیق سیدہ عائشہ رضی اللہ
عنہا ہیں اور ان لوگوں نے نبی ﷺ کی حرمت کا بھی خیال نہیں کیا،
چنانچہ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ان کی عزتوں کو پھاڑ کر رکھ دیا۔ پس ہم
یہاں واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جو بھی شخص نبی اکرم ﷺ کے صحابہؓ سے
تہمتوں کو دور کر کے ان کی عزتوں کا دفاع کرتا ہے اور خاص کر امہات
المومنین کا دفاع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزتوں سے اتہامات کو دور

Scanned with CamScanner

کر دیتا ہے اور اس کی عزت کی حفاظت کرتا ہے۔'' ❶

حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کا فرمان

اس سلسلہ میں عرب محققین اور پاکستان میں عظمتِ صحابہؓ کے بے باک ترجمان حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ (خلیفہ مجاز حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ) کے مابین فکری مماثلت کی ایک جھلک پیش کر کے ہم آگے بڑھیں گے۔ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ:

''روافض نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزتوں کا لحاظ نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی عزتوں کا خیال نہیں رکھا اور بدکرداری ان کی ایسی گھٹی میں پڑی کہ ''مذہب'' کا حصہ بن گئی۔ ❷

ایک ایرانی مجتہد کی نواسی ''شہلا حائری'' کی تہذیب آشنا آواز

ایران میں رضا شاہ پہلوی کے زمانہ میں متمول اور شاہانہ طور واطوار رکھنے والے لوگوں میں اگرچہ فحاشی اپنے عروج پر رہی، مگر یہ سب کچھ مذہب کی آڑ میں نہ تھا، خمینی صاحب جب ۱۹۷۹ء میں شیعی انقلاب لے کر آئے جسے ہمارا مداہنت پسند طبقہ ''اسلامی انقلاب'' کا نام دیتا ہے، تو انہوں نے زیادہ سے

---

❶ الشیعہ فرقۃ الغدر والخیانہ ص ۱۱۱، ۱۱۴
❷ ارشاد، درس خلافت راشدہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم ۱۹۸۴ء

زیادہ یہ کیا کہ فحاشی کو شیعیت کا مذہبی چوغہ پہنا دیا، چنانچہ ایک معروف شیعی مجتہد کی نواسی ''شہلا حائری'' نے ایک کتاب Law of Desire کے نام سے لکھی تھی، جس کے کئی ایک مندرجات پر مشتمل مضمون کو پاکستان میں ''قومی ڈائجسٹ'' نے مارچ ۱۹۹۳ء کے شمارہ میں شائع کیا تھا۔ یاد رہے کہ اس کتاب کا اردو ترجمہ نگار عرفانی کے (فرضی) نام سے ایک معروف صحافی نے کر دیا ہے اور ۵۲۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ''نفسانی خواہش کا قانون'' کے نام سے الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ کراچی نے شائع کی تھی۔ شہلا حائری لکھتی ہیں:

''۱۹۷۹ء کے انقلاب ایران سے پہلے ایران کے سیکولر طبقوں نے عارضی شادی کو طوائفیت کی ایک شکل سمجھتے ہوئے مسترد کر دیا تھا جسے کہ مذہبی اداروں نے جائز قرار دیا تھا۔ ایران میں یہ عوامی اظہار بہت مقبول ہے۔ طوائفیت کے سر پر ایک مذہبی ٹوپی رکھ دی گئی ہے۔ مذہبی گروہ عارضی شادی کی وکالت یہ کہہ کر کرتا ہے کہ یہ انسانیت پر خدا کا فضل ہے۔ انفرادی صحت کے لیے اس کی ضرورت ہے بلکہ یہ سماجی نظم و نسق کو برقرار رکھنے کے لیے بھی ناگزیر ہے۔'' ❶

ایران کے شیعہ ہوس پرستوں نے کیسے کیسے جال ڈال کر رکھے ہیں؟ یہ بھی شہلا حائری سے سنیے:

''ایک عورت اپنی طرف سے منت مانتی ہے کہ اگر اس کی آرزو پوری

---

❶ قومی ڈائجسٹ ص ۱۸، مارچ ۱۹۹۳ء

Scanned with CamScanner

زیادہ یہ کیا کہ فحاشی کو شیعیت کا مذہبی چوغہ پہنا دیا، چنانچہ ایک معروف شیعی مجتہد کی نواسی ''شہلا حائری'' نے ایک کتاب Law of Desire کے نام سے لکھی تھی، جس کے کئی ایک مندرجات پر مشتمل مضمون کو پاکستان میں ''قومی ڈائجسٹ'' نے مارچ ۱۹۹۳ء کے شمارہ میں شائع کیا تھا۔ یاد رہے کہ اس کتاب کا اردو ترجمہ نگار عرفانی کے (فرضی) نام سے ایک معروف صحافی نے کر دیا ہے اور ۵۲۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ''نفسانی خواہش کا قانون'' کے نام سے الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ کراچی نے شائع کی تھی۔ شہلا حائری لکھتی ہیں:

> ''۱۹۷۹ء کے انقلاب ایران سے پہلے ایران کے سیکولر طبقوں نے عارضی شادی کو طوائفیت کی ایک شکل سمجھتے ہوئے مسترد کر دیا تھا جسے کہ مذہبی اداروں نے جائز قرار دیا تھا۔ ایران میں یہ عوامی اظہار بہت مقبول ہے۔ طوائفیت کے سر پر ایک مذہبی ٹوپی رکھ دی گئی ہے۔ مذہبی گروہ عارضی شادی کی وکالت یہ کہہ کر کرتا ہے کہ یہ انسانیت پر خدا کا فضل ہے۔ انفرادی صحت کے لیے اس کی ضرورت ہے بلکہ یہ سماجی نظم ونسق کو برقرار رکھنے کے لیے بھی ناگزیر ہے۔'' [1]

ایران کے شیعہ ہوس پرستوں نے کیسے کیسے جال ڈال کر رکھے ہیں؟ یہ بھی شہلا حائری سے سنیے:

> ''ایک عورت اپنی طرف سے منت مانتی ہے کہ اگر اس کی آرزو پوری

---

[1] قومی ڈائجسٹ، ص ۱۸، مارچ ۱۹۹۳ء

ہو گئی تو وہ صیغہ (متعہ) کرے گی۔ یہ صیغہ اکثر سیدوں سے کیا جاتا ہے۔ ملاؤں کی اکثریت سید ہوتی ہے جن کا بے حد احترام کیا جاتا ہے۔ عام طور پر عورت خود براہِ راست مُلّا کے پاس پہنچتی ہے۔......
مشہد کے مذہبی راہنما ہاشم نے دعویٰ کیا کہ ایک زائرہ عورت نے اسے صیغہ نذری کی پیش کش کر کے ایک سو تومان (یعنی بارہ ڈالر کے لگ بھگ) ادا کیے۔ ملا ہاشم نے بتایا کہ میں نے انکار کر دیا کیونکہ وہ میری پسند کی نہیں تھی، بوڑھی تھی۔'' ❶

گزشتہ سطور میں آپ نے خمینی صاحب کا عراق میں ایک کمسن لڑکی سے متمتع ہونے والا واقعہ پڑھا۔ اب شہلا حائری سے یہ واقعہ سن کر آپ کی معلومات میں اضافہ ہوگا کہ شیعہ مجتہدین ''بوڑھی'' عورتوں سے متعہ پسند نہیں کرتے۔ ان کی رغبت کو آپ یقیناً جان گئے ہوں گے......شہلا حائری نے اپنے مضمون میں ان آٹھ خواتین کے احوال بھی دیئے ہیں جنہوں نے ایران میں اہلِ متعہ کی ہوس ناکیوں کا مشاہدہ کر رکھا تھا۔ ان آٹھ خواتین کے نام یہ ہیں۔

① مہوش خانم ② معصومہ خانم ③ فرخ خانم ④ فتی خانم ⑤ ناہید ⑥ طوبیٰ خانم ⑦ ایران خانم ⑧ شاہین

مارچ ۱۹۹۳ء کا قومی ڈائجسٹ یا پھر شہلا حائری کی اصل کتاب یا اس کا اردو ایڈیشن اٹھایئے، پڑھتے جایئے اور شرماتے جایئے کہ حرص اور ہوس کس طرح رفض کے آنگن میں دندنا رہے ہیں۔

---

❶ ایضاً ص ۸۲

امام اہل سنت علامہ لکھنوی رحمہ اللہ کا ارشاد

امام اہل سنت مولانا عبد الشکور لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''متعہ کے بارے میں ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔ بانیانِ مذہب سبائی نے متعہ کی بہت ترغیب دی ہے۔ انہوں نے اعمالِ انسانی میں جس قدر ثواب وفضیلت ممکن ہوسکتا ہے، سب کوٹ کوٹ کر متعہ میں بھر دیا ہے۔ جو شخص ایک متعہ کرے اس کو یہ درجہ بلند ملے گا جو دو کرے اس کو یہ مرتبۂ عالیہ ملے گا وغیرہ وغیرہ۔ جو متعہ سے محروم رہے وہ بہشت سے بھی محروم ہوگا۔ لیکن نکاح کو جو متفقہ طور پر تمام مذاہب میں مستحسن مانا گیا ہے اس ثواب وفضیلت میں سے چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی نہیں دیا گیا۔ آخر اس کی کیا وجہ؟ اور اس مخصوص شرفِ فضیلت کا کیا سبب ہے؟ ہم نے یہ بھی مان لیا کہ گناہ میں لذت ہوتی ہے اور متعہ میں بھی ہے۔ اس میں تازہ بہ تازہ نو بہ نو کی دل فریبی بھی ہے۔ کافی سہولتیں ہیں، ذمہ داری کا کہیں نام نہیں لیکن مہربانی کر کے یہ بتا دیجیے کہ متعہ میں روحانیت کہاں سے پھٹ پڑی؟ جس نے دنیا بھر کا ثواب اور جہان بھر کی فضیلت اس کے دامن میں بھر دی اور مدارج کا پایہ اس قدر بلند کر دیا کہ جو شخص تین مرتبہ متعہ کرے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درجہ، چار مرتبہ متعہ کرے وہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ پائے گا۔ کیا آپ کی سمجھ میں ذم کا یہ پہلو نہیں آیا کہ ابن سبا اور اس کے شاگردوں نے ولایت ورسالت کو کس درجہ مبتذل کر کے اس قدر پست کر دیا کہ ایک نابکار سبائی چند گھنٹوں میں نصف درجن

گلوریوں کے عوض میں ولایت و رسالت کے مراتب ارفع پر فائز ہو جاتا ہے؟ یہ مذہب ہے یا مسخرہ پن؟ اے ابن سباء کے شاگردو! صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہم نے نفس پرستی کو باندازۂ خواہش دلی پورا کرنے کا سامان مہیا کر دیا ہے تاکہ نوجوان اس دعوت کو کسی طرح رد نہ کر سکیں اور اسفل السافلین میں اپنا گھر بنا لیں۔

اس پر ستم ظریفی دیکھیے کہ متعہ زنا نہیں ہے تو زنا میں کیا سینگ لگے ہوتے ہیں؟ خدا زنا کی نسبت فرماتا ہے۔ اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّسَآءَ سَبِیْلًا (بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے) کیا دونوں باتیں پوری پوری متعہ پر منطبق نہیں ہوتیں؟ ایک تجربہ کار رسائی اس کو زبان سے زنا نہ کہے لیکن اس کا دل کہتا ہے۔ اس کے جھوٹ موٹ انکار سے کیا ہوتا ہے۔

منکری بودن و ہم رنگ ستان زیستن

تمہیں اختیار ہے زنا کا نام متعہ رکھ لو یا اور جو چاہو رکھ لو مگر حقیقت بدل نہیں سکتی۔ ❶

جملہ شیعہ علماء و مجتہدین کو چیلنج

ایران کے سابق صدر علی اکبر رفسنجانی نے اپنے دورِ حکومت میں جو بیان جاری کیا تھا، وہ ان الفاظ میں اخبارات کی زینت بنا۔

''ایران کے صدر علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے غیر شادی شدہ مردوں اور

---

❶ شیعہ مذہب کی تاریخ ص ۸۴، ادارہ العرب، پاکستان

Scanned with CamScanner

عورتوں کو متعہ کے ذریعہ اپنی جنسی ضروریات کو پورا کرنے کی ہدایت کی ہے، انہوں نے کہا کہ انسانی فطرت کو کچلنا غلط ہے۔ اس لیے کنوارے افراد، رنڈوے اور بیوہ عورتیں مختصر مدت کے لیے غیر رسمی شادیاں کر سکتے ہیں۔ ❶

چنانچہ سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود نے اپنے شاگرد مولانا محمد اقبال رنگونی سے متعہ کی حرمت نیز شیعہ دلائل کا جائزہ لینے کے لیے ایک کتاب لکھوائی، یہ کتاب ''متعہ نہ کیجیے'' کے نام سے شائع ہوئی۔ مولانا محمد اقبال رنگونی نے ابتداءِ کتاب میں شیعہ مجتہدین کو جو چیلنج کیا، وہ ملاحظہ فرمائیں۔

''جو شیعہ علماء متعہ کو مطلقاً جائز سمجھتے ہیں اور اسے ایک کارِ ثواب کہتے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ

① بارہ اماموں میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جو متعہ کی اولاد ہو؟

② اپنے اکابر محدثین میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جو متعہ کی اولاد ہو؟

③ اپنے مفسرین میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جو متعہ کی اولاد ہو؟

④ اپنے اعیانِ شیعہ میں سے کسی ایک بزرگ کا نام بتائیں جس نے کسی ضرورت مند کو اپنی دخترِ نیک اختر متعہ کے لیے دی ہو؟

⑤ اسماعیل صفوی سے لے کر علامہ خمینی اور صدر رفسنجانی تک کوئی ایک معروف شیعی حکمران ہوا ہو جو متعہ کی اولاد ہو؟

---

❶ روزنامہ ''جنگ'' لندن، ۳۰ دسمبر ۱۹۹۰ء

⑥ شیعہ مورخین میں کوئی ایسا مورخ گزرا ہو جو متعہ کی اولاد ہو؟

⑦ شیعہ ادبا اور شعراء میں کوئی ایک ہو جو متعہ کی اولاد ہو؟

⑧ انقلاب ایران کے بعد ایران میں کوئی حجۃ اللہ یا آیت اللہ ایسا ہوا ہو جسے اپنے بنی متعہ ہونے پر ناز ہو؟

اگر آپ اپنے بارہ سو سال کے شیعی سرمایہ میں ایک ایسا سپوت پیش نہ کر سکیں تو کیا یہ حقیقت اس یقین کے لیے کافی نہیں کہ متعہ اسلام میں ہرگز جائز نہیں رہا اور اسے اسلام کے اخلاقِ فاضلہ میں کوئی جگہ نہیں دی جا سکتی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ ①

ڈاکٹر موسیٰ الموسوی کا اپنے علماء سے سوال

شیعہ مجتہدین کی جنسی خواہش بدمست ہاتھی کی طرح دندنا رہی تھی اور وہ اس ناجائز خواہش کی عملی تکمیل کے لیے شرق و غرب کے قلابے ملا کر کبھی قرآن سے تو کبھی اہل بیت سے متعہ کے فضائل علانیہ بیان کر رہے تھے۔ ایسے میں بعض شیعہ لوگوں کی انسانی غیرت نے اپنے علماء کی اس روش پر نکیر کی اور انہوں نے ان کے خلاف آوازِ احتجاج بلند کی، شہلا حائری نے اس پر مستقل کتاب لکھی جس کا اردو ترجمہ بھی آ چکا ہے اور پاکستان میں ''قومی ڈائجسٹ'' نے مارچ ۱۹۹۳ء میں خصوصی اشاعت کا انتظام بھی کیا تھا، گزشتہ سطور میں اس کا ذکر آپ پڑھ آئے ہیں۔ ان احتجاج کرنے والوں میں ایک شیعہ عالم سید موسیٰ الموسوی

---

① متعہ نہ کیجیے، ص ٦، ناشر اسلامک اکیڈمی آف مانچسٹر یوکے

بھی تھے، انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا۔

''میں ان فقہاءِ شیعہ سے سوال کرتا ہوں جو متعہ کے جواز اور اس پر عمل کے مستحب ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں، کیا وہ اپنی بیٹیوں، بہنوں اور رشتہ دار لڑکیوں کے ساتھ اس قسم کی حرکت کی اجازت دینا پسند کریں گے؟ یا ان کے بارے میں ایسی بات سن کر ان کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے، رگیں پھول جائیں گی اور غصہ پر قابو نہیں رکھ سکیں گے؟ [1]

مولانا مودودی اور متعہ

ڈاکٹر موسیٰ الموسوی کے بعد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب حُرمتِ متعہ پر بیان کرتے ہوئے جس انداز میں شیعوں سے مخاطب ہوتے ہیں، وہ اندازِ تخاطب ملاحظہ ہو۔

''میرا خیال ہے کہ خود شیعہ حضرات میں سے بھی کوئی شریف آدمی یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص اس کی بیٹی یا بہن کے لیے نکاح کی بجائے متعہ کا پیغام دے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جوازِ متعہ کے لیے معاشرے میں زنانِ بازاری کی طرح عورتوں کا ایک ایسا ادنیٰ طبقہ موجود رہنا چاہیے، جس سے تمتع کرنے کا دروازہ کھلا رہے یا پھر یہ کہ متعہ صرف غریب لوگوں کی بیٹیوں اور بہنوں کے لیے ہو اور اس سے فائدہ اُٹھانا خوشحال طبقے کے مردوں کا حق ہو۔ کیا خدا و رسول کی

---

[1] اصلاحِ شیعہ ص ۱۹۹

Scanned with CamScanner

شریعت سے اس طرح کے غیر منصفانہ قوانین کی توقع کی جاسکتی ہے؟ اور کیا خدا اور اس کے رسول ﷺ سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ کسی ایسے فعل کو مباح کر دیں گے جسے ہر شریف عورت اپنے لیے بے عزتی بھی سمجھے اور بے حیائی بھی؟ ❶

مولانا مودودی کا شیعہ نوجوانوں کو متعہ کا جھانسہ

کسی زمانہ میں جب ماہ نامہ ''ترجمان القرآن'' میں مودودی صاحب قسط وار ترجمۂ قرآن کی اشاعت کر رہے تھے تو آپ متعہ کے جواز پر بھی ایک دور کی کوڑی لائے تھے۔ سورۂ مومنون کی ابتدائی آیات کی تفسیر میں انہوں نے لکھا تھا۔

''دوم یہ کہ متعہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقاً مباح ٹھہرانے میں سنیوں اور شیعوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس میں بحث و مناظرہ نے بے جا شدت پیدا کر دی ہے۔ ورنہ امر حق معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آجاتا ہے جن میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زنا یا متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں زنا کی بہ نسبت متعہ کر لینا بہتر ہے۔ مثلاً فرض کیجیے کہ ایک جہاز سمندر میں ٹوٹ جاتا ہے اور ایک مرد و عورت کسی تختے پر بہتے ہوئے ایک ایسے سنسان جزیرے میں جا پہنچتے ہیں جہاں کوئی آبادی موجود نہ ہو۔ وہ

---

❶ تفہیم القرآن جلد نمبر ۳، ص ۲۶۶، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور

ایک ساتھ رہنے پر بھی مجبور ہیں اور شرعی شرائط کے مطابق ان کے درمیان نکاح بھی نہیں ہے ایسی حالت میں ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ باہم خود ہی ایجاب وقبول کر کے عارضی نکاح کر لیں جب تک وہ آبادی میں نہ پہنچ جائیں یا آبادی ان تک نہ پہنچ جائے۔ کم وبیش ایسی ہی اضطراری صورتیں اور بھی ہو سکتی ہیں۔'' ❶

۱۹۵۵ء کا زمانہ وہ تھا جب مودودی صاحب ابھی ''مجتہد'' بننے کے لیے بھاگ دوڑ کر رہے تھے اور یہ مفروضہ اسی کدوکاوش کا نتیجہ تھا، غالباً اس وقت مودودی صاحب ''اضطرار'' کے معنی تک سے ناواقف تھے کیونکہ شرعاً اضطرار صرف دو صورتوں میں معتبر ہے۔

① بھوک میں، کیونکہ اس میں پراگندہ خیالی کا اثر نہیں ہوتا، جب لگ جاتی ہے تو اسے مٹانے کے لیے غذا مجبوری بن جاتی ہے۔ اب اضطرار یہ ہے کہ حلال غذا میسر نہیں ہے اور مرنے کا اندیشہ ہے تو شریعتِ اسلامیہ اجازت دیتی ہے کہ اگر اس کی طبیعت مانے تو حرام اشیاء میں سے بقدرِ ضرورت استعمال کر کے اپنی جان بچالے۔

② پیاس، یہ بھی ایک طبعی تقاضہ ہے۔ جب پیاس لگتی ہے تو اسے بجھانے کے لیے مشروب چاہیے اور اضطرار یہ ہے کہ پانی یا کوئی حلال مشروب موجود نہیں ہے مگر شراب یا کوئی اور غیر طیب مشروب موجود ہے تو جان بچانے کے لیے بقدر ضرورت اس کا استعمال جائز ہے۔ چنانچہ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

---

❶ ماہنامہ ترجمان القرآن، اگست ۱۹۵۵ء

''یعنی حلال و حرام کا قانون تو مکمل ہو چکا، اس میں اب کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ البتہ مضطر جو بھوک، پیاس کی شدت سے بے تاب اور لاچار ہو وہ اگر حرام چیز کھا پی کر جان بچالے، بشرطیکہ مقدارِ ضرورت سے تجاوز نہ کرے اور لذت مقصود نہ ہو (غیر باغ ولا عاد) تو حق تعالیٰ اس تناول محرم کو اپنی بخشش اور مہربانی سے معاف فرمادے گا''۔ ⓿

اور جہاں تک جنسی خواہش کا تعلق ہے، دینِ فطرت اس میں حالتِ اضطرار کو روا نہیں رکھتا، کیونکہ بھوک اور پیاس مسلط ہوتی ہے۔ جب کہ شہوت اپنے اوپر مسلط کی جاتی ہے، اگر انسان سرمایۂ اخلاق، تہذیبی اقدار اور خوفِ خدا سے کچھ بھی حصہ اپنے پاس رکھتا ہو تو وہ تقوے اور برداشت کی بوتل میں جنسی شہوت کے اس جن کو بند کر سکتا ہے...... مودودی صاحب نے یہ نہ بتایا تھا کہ بالفرض اس تختے پر بچ رہ جانے والے مرد و عورت، آپس میں بھائی، بہن ہوتے تو تب ''رفعِ اضطرار'' کی صورت کیا ہوتی؟ یا ماں، بیٹا ہوتے تو تب کیا شکل ہوتی؟...... حقیقت یہ ہے کہ اشتہا، یعنی بھوک میں ''اضطراری'' حالت کا اعتبار ہوتا ہے یا پیاس میں، جنسیات میں نہیں...... اس لیے تو شریعت میں سوائے نکاح، اخراجِ مادۂ منویہ کے تمام رستے بند کر دیئے گئے یعنی غیر منکوحہ عورت سے تقارب، فعل سدومیت، یا مشت زنی کو مطلقاً حرام کر دیا گیا ہے۔ اب کوئی شخص ''اضطرار'' کا عذر تراش کر ان حرکات کو شرعی جواز فراہم نہیں کر سکتا۔

⓿ فوائد عثمانیہ ص ۱۴۱

Scanned with CamScanner

یہاں ہمیں بانی فتنۂ انکارِ حدیث قاضی غلام نبی المعروف عبداللہ چکڑالوی یاد آرہے ہیں، جن کا ایک واقعہ ہم نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ وہ یہ کہ لاہور میں عبداللہ چکڑالوی اپنے حجرہ میں کسی غیر اخلاقی اور غیر شرعی فعل میں مصروف تھے کہ ان کے ہمدمِ دیرینہ ''شیخ چٹو'' نے انہیں دیکھ لیا تھا اور انگشت بدنداں ہوکر پوچھا، یہ کیا؟ تو چکڑالوی صاحب نے "فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ" پڑھ کر اپنا اضطرار پیش کر دیا تھا۔ مکمل تفصیل کے لیے راقم الحروف کی مندرجہ ذیل کتاب ملاحظہ ہو [1]۔

ظاہر ہے کہ چکڑالوی صاحب کا یہ عذر، ''عذرِ گناہ بدتر از گناہ'' کے مصداق تھا اور شریعتِ مطہرہ تو سرِ آنکھوں پر، کوئی سلیم الفطرت انسان بھی اسے گوارا نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مودودی صاحب کی اس چلبلی گفتگو کا اہل علم نے سدِ باب کیا، اور مولانا مودودی نے اپنی غلطی کا اعتراف تو نہ کیا البتہ یہ کہہ کر گلوخلاصی کی کہ:

''میں نے یہ بات شیعوں کی اصلاح کے لیے لکھی تھی۔'' [2]

جب کہ حقیقت میں مودودی صاحب کی یہ کاروائی بطورِ اصلاح نہیں بلکہ ایک سیاسی چال تھی۔ متعہ کی حُرمت کے تو وہ بلاشبہ قائل تھے مگر معاً جب انہیں خیال آتا کہ اس سے شیعہ نوجوان کیسے قریب ہوں گے؟ چنانچہ انہوں نے ایک ایسی بات کہہ ڈالی جو خود انہی کے گلے پڑ گئی۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ مولانا

---

[1] عبداللہ چکڑالوی اور فتنۂ انکارِ حدیث، ناشر ادارہ مظہر التحقیق، لاہور

[2] ماہنامہ ترجمان القرآن، نومبر ۱۹۵۵ء

مودودی نے صرف شیعہ نوجوانوں کے جنسی جذبات کو تحفظ دے کر اپنا ووٹ بنک بنانے کی ترکیب نکالی تھی، اور مندرجہ ذیل دو بیانات سے ہمیں اپنے ''خیال'' پر کوئی ملال نہ رہا۔

① سید نصیر شاہ لکھتے ہیں:

''کسی صاحب نے کہا تھا کہ مودودی دو ہیں ایک وہ جو جماعت اسلامی کے نام سے سیاسی جماعت قائم کرنے سے پہلے تھا، وہ بے خوف لومۃ لائم جس بات کو حق سمجھتا تھا، کہہ دیتا تھا مگر سیاست میں آنے کے بعد اور بالخصوص یہ فیصلہ کرنے کے بعد کہ جماعتِ اسلامی انتخابات میں حصہ لے گی، بالکل دوسرا مودودی پیدا ہوگیا۔ جسے ووٹ حاصل کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ ووٹروں کے جذبات و معتقدات کا خیال بھی رکھنا پڑتا تھا۔ مولانا مودودی صاحب کو چونکہ شیعہ حضرات سے بھی ووٹ لینے تھے اس لیے وہ عجیب عجیب مفروضات قائم کر کے متعہ کے جواز کے پہلو نکالنے لگے۔'' ❶

② اور سلطان العلماء، علامہ ڈاکٹر خالد محمود بھی یوں رقم طراز ہیں کہ

''ہم جواز بحالتِ اضطرار کے قائل نہیں، جو زنا میں مبتلا ہوتا ہے وہ بھی تو اسے اپنی ایک مجبوری ہی سمجھتا ہے۔ اس ایک صورت میں اگر اس کا دروازہ کھول دیا جائے تو کیا اس سے اس بدکاری کا دروازہ ہر ایک کے لیے نہ کھل جائے گا؟

---

❶ اسلام اور جنسیات، ص ۱۳۹، نیاز مانہ پبلی کیشنز، لاہور

رہی یہ بات کہ پھر مودودی صاحب نے یہ صورت کیوں تجویز کی؟ جہاں تک ہم سمجھ سکے ہیں یہ مودودی صاحب کا نہ اپنا عقیدہ تھا نہ عمل، انہوں نے شیعہ نوجوانوں کو اپنے قریب کرنے کے لیے بات محض ایک سیاسی رنگ میں کہی تھی اور علماء نے اس کی اسی وقت تردید کر دی تھی۔ ❶

اور مسلک اہل حدیث کے مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے کہ

"معلوم نہیں مودودی صاحب کو متعہ سے کیا دلچسپی ہے کہ اس کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے اجتہاد وفکر کا پورا سرمایہ میدانِ تحقیق میں جھونک دیا ہے، یہ الگ بات ہے کہ وہ شریعتِ مطہرہ سے اس کا جواز ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔" ❷

مولانا مودودی کے ساتھ اہلِ علم کے اختلافات ایک بنیادی اور شرعی نوعیت کے تھے کیونکہ عصمتِ انبیاء علیہم السلام، ازواجِ مطہرات اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق ان کے قلم سے غیر محتاط باتوں کے صدور نے انہیں متنازعہ بنا دیا تھا اور اس بات کا اعتراف ان کے ایک سابق رفیق اور معتقد ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے بھی اپنی متعدد تحریروں میں کیا ہے۔ (جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں) اور علماءِ کرام نے بروقت تدارک کرتے ہوئے لاتعداد کتب و رسائل سپردِ قلم کیے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں موثر اور مسلسل کردار حضرت اقدس

---

❶ متعہ نہ کیجیے ص ۲۹، ناشر اسلامک اکیڈمی، مانچسٹر۔ یو کے

❷ تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہل حدیث ص ۱۴۱، مطبوعہ کراچی

Scanned with CamScanner

مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے ادا کیا اور آپ نے مودودی صاحب کی فکری کجیوں کی تشخیص کر کے ان کے آگے بند باندھ دیا جس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ ان کے معتقدین ان سے شخصی اعتقاد پر تو قائم رہے، مگر کج فکری کو عملاً قبول نہ کر پائے اور یہ مخلص علماءِ دین کی محنت کا ثمرہ ہے۔

یاد رہے کہ اضطراری صورت میں متعہ کا جواز نکالنے کا جو مفروضہ مودودی صاحب نے ''ترجمان القرآن'' بابت اگست ۱۹۵۵ء میں ایجاد کیا تھا، وہ بعد ازاں ''تفسیر تفہیم القرآن'' میں شامل نہ کیا گیا اور واضح حُرمتِ متعہ پر ان کی بحث موجود ہے۔ یعنی غیر علانیہ اور غیر محسوس انداز میں انہوں نے سابقہ نظریہ دبا دیا اور شیعہ نوجوانوں کی جنسی رغبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے جو متعہ کا چکمہ دینے کی کوشش کی تھی، وہ ناکام ثابت ہوئی، ہم سمجھتے ہیں کہ اسی ناکامی میں ہی ''کامیابی'' تھی کیونکہ زنا جیسی سنگین اور زہر قاتل حرکت کو مصلحت وسیاست کے کسی لفافہ میں ڈال کر پیش کرنا بذاتِ خود ایک مجرمانہ حرکت تھی۔

چنانچہ مودودی صاحب کی اس ناکام پالیسی کا اعتراف دبے لفظوں میں خود شیعوں نے بھی کر دیا تھا۔ مثلاً بشیر حسین بخاری لکھتے ہیں۔

> ''دورِ حاضر کے نامور محقق اور مصنف علامہ مودودی مرحوم نے بھی جوازِ متعہ پر فتویٰ صادر کر دیا تھا۔ اگر چہ پیچ در پیچ راستہ اختیار کیا مگر اپنے مسلک کے علماء کی طعنہ زنی سے بچنے کے لیے وہ دبک گئے کیونکہ چاروں طرف سے ایک بوچھاڑ شروع ہوگئی تھی۔'' ❶

---

❶ مکتوب بنام مولانا محمد علی جانباز محررہ ۱۷، اپریل ۱۹۸۱ء

Scanned with CamScanner

خلاصۂ کلام یہ کہ

مودودی صاحب نے نفسِ مسئلہ کے متعلق تو برملا یہ لکھ دیا تھا کہ۔

''افسوس ہے کہ میرے طرزِ بیان سے آپ کی طرح بعض اصحاب کو یہ غلط فہمی لاحق ہوگئی کہ میں خود حالتِ اضطرار میں اس کو جائز قرار دے رہا ہوں۔ حالانکہ میں اس کی قطعی حُرمت کا قائل ہوں۔'' 0

مگر لفظ ''اضطرار'' کے بھوت سے وہ شاید آخر تک جان نہ چھڑا سکے، کیونکہ بعض چیزیں زندگی بھر کا روگ ہوتی ہیں۔ تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ وہ مجوزینِ متعہ میں سے قطعاً نہ تھے۔ اس لیے کالجوں، یونیورسٹیوں میں شیعہ لوگ مودودی صاحب کے ماضی کے ایک ''سیاسی بیان'' کا سہارا لے کر نوجوانوں کو متعہ کی دلدل میں دھکیلنے سے باز رہیں۔

سیّد غوث شاہ پانی پتی کا ایک چشم دید واقعہ

یہ ایک تارک الدنیا بزرگ گزرے ہیں اور سیاحت کا شوق بھی رکھتے تھے، انہوں نے اپنا ایک چشم دید واقعہ لکھا ہے کہ لکھنو میں ایک امیر زادہ شیعہ ہمارے پاس آیا کرتا تھا۔ اتفاق سے اس کی تاریخِ نکاح قرار پائی۔ برات کے وقت خود آیا اور باصرارِ تمام ایک ہاتھی پر سوار کرا کے ہمکو بھی لے گیا اور حسب وعدہ ہم کو علیحدہ مکان میں اتارا۔ کوئی آدھی رات گزری ہوگی کہ اس کا باپ بزمِ عقد میں

---

0 رسائل و مسائل حصہ ۳، صفحہ نمبر ۵۲

شریک ہونے کے لیے ہم کو لے گیا۔ صیغہ شروع ہونے کو تھا کہ ایک دایہ سرِ محفل کہنے لگی کہ اس نیک بخت پارسا لڑکی کو پانچ مہینے کا حمل بھی ہے مگر حرام کا نہیں بلکہ حدِ شرعی ہے۔ یہ بات سُن کر دولہا چونکا اور بے باکانہ کہہ اُٹھا کہ میں نکاح نہیں کرتا۔ ہر چند لوگوں نے سمجھایا، ایک نہ مانی، اس کے باپ نے ہم سے کہا کہ صاحب یہ آپ کا بہت معتقد ہے آپ ہی اس کو سمجھائیے۔ ہمارا تو کہنا مانتا نہیں۔ ناچار ہم نے پاس جا کر کہا کہ صاحبزادے وجہ انکار کیا ہے؟ بولا کہ حضرت یہ بچپن کی چاٹ لگی ہوئی آئندہ کب چھوٹے گی؟ ہم نے کہا کہ میاں جب تمہارے مذہب میں یہ امر جائز ہے تو پھر بُرا کیوں سمجھتے ہو؟ کہا بس صاحب ایسے مذہب کو میرا اسلام! اس کے باپ نے کہا کہ کیا تو سنی ہو گیا؟ بولا کہ ہاں پہلے تو نہ تھا مگر اب ہو گیا۔ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور محفل دَرہم بَرہم ہو گئی۔ آخر اس نے باصرار ہمارے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ [1]

''تذکرہ غوثیہ'' کے حوالہ سے مذکورہ واقعہ کے ساتھ اب آپ شیعہ مفکر ڈاکٹر موسیٰ الموسوی کے وہ جملے پڑھیے جن میں انہوں نے شیعہ علماء کو غیرت دلائی ہے کہ کیا آپ اپنی بیٹی، بہن یا کوئی رشتہ دار برائے متعہ کسی کو دینا پسند کریں گے؟ ان کا یہ اقتباس گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے۔ موسیٰ الموسوی معروف شیعہ عالم تھے جو ۱۹۳۰ء میں ''نجفِ اشرف'' میں پیدا ہوئے تھے۔ ایران سے اسلامی قانون میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ پیرس میں فلسفہ میں پی

---

[1] تذکرہ غوثیہ، ص ۱۱۳

Scanned with CamScanner

ایچ ڈی کی، بغداد، طہران اور طرابلس میں مختلف ادوار میں پروفیسر رہے، ایرانی شیعی انقلاب میں خمینی صاحب کے نہ صرف رفیق رہے بلکہ ان کی جلاوطنی کے زمانہ میں عراق کے اندر اُن کے میزبان اور معاون خاص بھی بنے رہے۔ ''اصلاح شیعہ'' کے نام سے انہوں نے اپنی کتاب میں متعہ کے حوالہ سے جو جو نکات اُٹھائے ہیں وہ شیعہ نوجوانوں کی توجہ چاہتے ہیں......

''جوانی'' ایک زندہ انسان کے جوہر کا نام ہے ایسا جوہر جو بازاروں میں فروخت نہیں ہوتا، یہ خالق کی طرف سے بن مانگے ملتا ہے مگر ایک ہی دفعہ، اس لیے خالقِ فطرت نے اس جوہر کو آبدار اور چمکدار بنانے کے لیے ''نکاح'' کا حکم دیا جس میں تسکین بھی ہے اور نسلِ انسانی کے بقاء کا ذریعہ بھی۔ ''زنا'' جوانی وصحت کی بربادی کا دوسرا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب بھی اور ''متعہ'' زنا ہی ہے، جو بھولے بھالے لوگوں کو دام تزویر میں پھنسانے کے لیے شیعہ علماء نے ایجاد کر رکھا ہے۔ کتے اور خنزیر کا نام بدل دینے سے ان کی پلیدی اور خباثت میں فرق نہیں آ سکتا۔ اس لیے ہمارا شیعی علماء کو چیلنج ہے جو شب و روز پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ متعہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حرام کیا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں، تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اس کو حلال کیا؟ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے حرام کر سکتے تھے تو سیدنا حضرتِ علی رضی اللہ عنہ اپنے اختیار سے اسے حلال بھی کر سکتے تھے۔ مگر یہ تاریخ کی آواز ہے جو کانوں کے پردے پھاڑ رہی ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم حلت وحرمت سمیت دین اسلام کے ایک ایک مسئلہ پر یکجا تھے، ان کے اختلافات انتظامی طور پر تھے۔ مذہبی طور

پر نہیں، اللہ تعالیٰ نے نکاح کے علاوہ خواہش نفس کے ہر طریقہ کو حرام کیا، رسول
اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان سنایا اور اصحاب رسول ﷺ نے اپنے
پیارے نبی ﷺ سے سن کر پوری امت تک پہنچا دیا۔ شیعہ علماء اگر حب اہل
بیت کے دعویٰ میں مخلص ہیں تو انہیں "متعہ بازی" سے کنارا کش ہونا ہوگا اور اگر
اس نحوست کا طوق گلے میں ڈالنا ہے تو پھر امت کے پاکباز طبقوں سے اپنا رشتہ
ختم کر دیجیے۔

حلالہ اور غلط فہمی کا ازالہ

شیعہ لوگ جب ہر طرف سے عاجز آ جاتے ہیں اور حلت متعہ پر کوئی آیت
قرآنی، فرمانِ نبی ﷺ، اثرِ صحابی یا عمل اہل بیت پیش نہیں کر سکتے تو سادہ لوح
مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے "حلالہ" کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ حلالہ اور
متعہ کا آپس میں دور کا بھی کوئی تعلق نہیں، چونکہ اس اصطلاح کی آڑ میں بلاوجہ
تذبذب کی فضاء پیدا کی جاتی ہے۔ اس لیے نہایت اختصار کے ساتھ چند
باتیں نظرِ قارئین کی جاتی ہیں۔

یہ کوئی ایسا پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے جتنا پیچیدہ سمجھ لیا گیا ہے۔ طلاق، نکاح کی
ضد ہے جس طرح شریعت کے قانونِ نکاح کے ذریعہ مرد و عورت، میاں بیوی
کا رشتہ پاتے ہیں ایسے ہی "طلاق" اس رشتے کو ختم کرنے کا نام ہے۔ شریعت
کی اصل تعلیم تو یہ ہے کہ نکاح کے وقت ارادہ دائمی ہو، وقتی نہ ہو کیونکہ "نکاح
وقت" حرام ہے ازدواجی زندگی میں کوئی ایسی نوبت ہی نہ آئے کہ بات طلاق

Scanned with CamScanner

تک پہنچے، کیونکہ جس طرح ''نکاح'' سے برادریاں بنتی ہیں، طلاق سے ٹوٹتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں نکاح محبت کا نام ہے اور ''طلاق'' نفرت وعداوت کا! اس لیے ارشاد رسول ﷺ ہے۔ ''ابغض الحلال الی اللہ الطلاق'' حلال چیزوں میں اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ترین چیز طلاق ہے۔ تاہم انسان خطاء کا پتلا ہے، بعض اوقات شوہر اور بیوی کے مابین اختلافات ایسی صورت بھی اختیار کر لیتے ہیں کہ اصلاحِ احوال اور مفاہمت کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہوتی ہیں، تعلقِ نکاح سے آپس کی محبت، مودت اور سکون کی بجائے اکٹھے رہنا عذاب کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو اس حالت میں دینِ اسلام جوڑے پر جبر بھی نہیں کرتا بلکہ نظامِ طلاق کے ذریعہ انہیں ایک دوسرے سے الگ ہو جانے کا پُرامن رستہ فراہم کرتا ہے۔ پھر طلاق کے مسائل میں تفصیل ہے اور وہ تفصیل یہاں مقصود نہیں۔ یہاں صرف ایک شرعی اصطلاح کے حوالہ سے پھیلائی جانے والی غلط فہمی کا ازالہ مطلوب ہے۔ شریعت نے تین درجوں میں طلاق کی صورت رکھی ہے۔ اگر میاں بیوی میں نباہ نہ ہو رہا ہو تو کم از کم درجہ اختیار کرتے ہوئے شوہر پہلے ایک طلاق دے اور عدت گذرنے دے عدت کے گزرتے ہی یہی ایک طلاق ان کے باہمی انقطاع کے لیے کافی ہے۔ جیسا کہ مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع ؒ لکھتے ہیں:

> ''یہی طریقہ طلاق احسن کہلاتا ہے اس طریقے میں یہ حکمت اور فائدہ بھی ہے کہ صریح الفاظِ طلاق سے ایک طلاق دینے کی صورت میں طرفین کے لیے مصالحت کی راہیں کھلی رہیں گی، عدت ختم ہونے سے

Scanned with CamScanner

پہلے پہلے تو صرف طلاق سے رجوع کر لینا بقاءِ نکاح کے لیے کافی ہوگا
اور عدت ختم ہو جانے کے بعد اگرچہ نکاح ٹوٹ چکے گا اور عورت
آزاد ہو جائے گی۔ مگر پھر بھی یہ گنجائش باقی رہے گی کہ اگر دونوں میں
اب مصالحت ہو جائے اور باہم نکاح کرنا چاہیں تو نکاح جدید اسی
وقت ہو سکتا ہے لیکن اگر کوئی شخص اس طلاق احسن کے طریقے پر اکتفاء
نہ کرے۔ دورانِ عدت مزید ایک طلاق صریح اور صاف لفظوں میں
دیدے تو اس نے قطعِ نکاح کے دو درجے طے کر لیے جس کی ضرورت
نہ تھی اور ایسا کرنا شرعاً پسندیدہ بھی نہ تھا مگر بہرحال دو درجے طے
ہو گئے۔ مگر ان دو درجوں کے طے ہو جانے تک بھی بات وہیں رہی
کہ دورانِ عدت میں رجعت کا اختیار باقی ہے اور عدت ختم ہونے
کے بعد بتراضی طرفین نکاحِ جدید ہو سکتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دو
طلاق تک پہنچنے میں شوہر نے اپنے اختیارات کی ایک کڑی اور توڑ ڈالی
اور اس سرحد پر پہنچ گیا کہ اگر اب ایک مرتبہ بھی طلاق دے دے تو
معاملات ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں۔ ۞

خلاصہ یہ کہ خدانخواستہ طلاق دینی ہو تو عورت کی حالتِ طہر میں ایک طلاق دے۔ ایامِ خاص میں طلاق دینا درست نہیں ہے۔ پھر دوسری دینا چاہے تو دوسرے طہر میں دے، ورنہ بہتر یہ ہے کہ پہلی پر ہی اکتفاء کرے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ عدت گذرنے سے پہلے جب چاہے رجوع کر لے اور اگر عدت گذر

۞ معارف القرآن، جلد اول، ص ۵۶۳

جائے تو زوجین کے لیے دوبارہ نکاح کا موقع پھر بھی رہتا ہے اور اگر تیسرے طہر میں تیسری بار طلاق دے یا اکٹھی ہی تین دے دے تو پھر نہ رجوع کا حق رہتا ہے اور نہ دوبارہ کبھی نکاح کا! اس لیے اکٹھی تین طلاق دینے کی مذمت آئی ہے اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو ایسے شوہر کو دُرّے بھی لگواتے تھے مگر اس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ ایک ہی مرتبہ تین دینے سے ''طلاقِ مغلظہ'' واقع ہو جائے گی اور یہ عورت اب اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔

اب اگر یہ آپس میں نکاح کرنا چاہیں تو کوئی گنجائش نہیں، البتہ ایک ہی صورت ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے ارشاد باری ملاحظہ ہو۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (البقرہ: ۲۳۰)

ترجمہ: ''پھر اگر (دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد خاوند نے تیسری بار طلاق دے دی) تو وہ بیوی اس کے لیے حلال نہ ہوگی، سوائے اس کے کہ اس عورت کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو اور وہ اسے طلاق دیدے۔ پھر پہلا خاوند اور یہ عورت گمان رکھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدوں کا خیال رکھیں گے تو ایک دوسرے کی طرف رجوع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ سب حدود اللہ ہیں جو وہ سمجھ رکھنے والوں کے لیے واضح کر رہا ہے۔''

Scanned with CamScanner

یہاں نہایت آسان مسئلہ بیان کر دیا گیا ہے کہ تین طلاق دینے والے پر بیوی حرام ہو جائے گی، اس کے بعد وہ عورت کہیں اور نکاح کرے اور اگر بالفرض وہاں سے بھی طلاق ہو جائے تو پھر عدت گزار کر یہ پہلے سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔ یہی ''حلالہ'' کہلاتا ہے جس کا نام لے کر ایک شرعی اصطلاح کو یار لوگوں نے بازیچہ اطفال بنا دیا ہے اور انہوں نے سوچا تک نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے آسمانی قانون پر مشقِ ناز کر رہے ہیں۔

ایک وضاحت

یاد رہے کہ باقاعدہ طے کر کے ''حلالہ'' کروانا اخلاقی و شرعی اعتبار سے جائز نہیں ہے مگر احناف کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی منصوبہ اور شرط کے ساتھ یہ کام کرتا ہے یعنی مطلقہ بیوی کو اپنے لیے حلال کرنے کے لیے یہ صورت اختیار کرتا ہے تو شرط باطل ہے، مگر نکاح ہو جائے گا اور شرط عائد کرنے کی وجہ سے فریقین موجب لعن ٹھہریں گے۔ جو یقیناً گناہ ہے مگر نفسِ مسئلہ کی رُو سے پہلے شوہر کے ساتھ نکاح شرعی حلالہ کے بعد ہو جائے گا۔ اب اس مسئلہ پر بلاوجہ طوفان کھڑا کر دینا اور اہلِ دین کو بدنام کرنا بہت بڑی ناانصافی ہے اور اس ناانصافی کی شکایت ہمیں شیعوں سے نہیں اور نہ ان سے شکایت بنتی ہے۔ شکوہ اُن بعض اہل سنت سے ہے جو ''اہل حدیث'' کہلوا کر نفرتوں کے شُعلے بھڑکاتے ہیں اور ان لوگوں کے جنون کو تب تک تسکین نہیں ملتی جب تک یہ اسلافِ امت پر ہاتھ صاف نہیں کر لیتے۔ جہالت کے سلاسل واغلال سے آزاد ہوئے بغیر یقیناً

Scanned with CamScanner

کوئی بھی طبقہ دینی اور علمی و فقہی اصول وضوابط کی اس بلندی تک نہیں پہنچ سکتا جہاں فقہاءِ امت کا طائرِ فکر پرواز کر رہا ہوتا ہے۔

اس لیے ان حضرات کو خوفِ خدا اور فکرِ آخرت بھی پیش نظر رکھنی چاہیے اور ان کی اس نادانی سے سیکولر اور لادین لوگوں کو دین اسلام اور علماءِ دین پر کیچڑ اُچھالنے کے مواقع فراہم ہو رہے ہیں مگر یہ بھولے بھالے بدستور عناد اور انا کے مجسمے بنے ہوئے ہیں۔

غیر مقلدین کے علاوہ متجد دین جھوٹ اور فقہاء دشمنی میں اس حد تک پست اور گھٹیا ذہنیت پر اتر آئے ہیں کہ انہیں اپنی اس حماقت اور سفلی پن کا ادراک تک نہیں ہو رہا۔ بہرحال ''حلالۂ شرعی'' کے حوالہ سے ان سطور میں غلط فہمی کا ازالہ مقصود تھا۔ سو وہ کر دیا...... طلب صادق اور ستھرا ضمیر رکھنے والے صورت حال پر معمولی سا بھی غور کریں گے تو شکوک وشبہات زائل ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

باب دوم

ابتداءِ اسلام میں صُورتِ مُتعہ

Scanned with CamScanner

ابتداءِ اسلام میں صُورتِ مُتعہ

لفظ ''متعہ'' کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے۔

① نکاح مؤقت۔ یعنی مدتِ معینہ کے لیے گواہوں کی موجودگی میں کسی عورت سے ازدواجی تعلق قائم کرنا اور طے شدہ مدت کے بعد بغیر طلاق کے اِزدواجی رشتہ منقطع کر دینا۔

② دوسرا معنی یہ کہ کوئی شخص کسی عورت سے کہے میں تجھ سے چند ایام کے لیے نفع اُٹھانا چاہتا ہوں اور اس انتفاع پر اجرت دوں گا۔

صورتِ اول ابتداءِ اسلام میں مباح تھی اور بعد میں ہمیشہ کے لیے حرام کر دی گئی اور صورتِ ثانی تو بالکل زنا ہے جس کی گنجائش اسلام میں کبھی نہیں رہی۔ یعنی متعہ بمعنی ''نکاحِ موقت'' پہلے جائز تھا، بعد میں ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا اور دوسری صورت جو عین زنا ہے یہ اسلام سے پہلے بھی کسی دین میں حلال نہ ہوئی تھی ''نکاح موقت'' نکاحِ حقیقی اور مطلقاً زنا کے درمیان ایک برزخی مقام تھا جس کو نہ بدکاری کہا جا سکتا تھا اور نہ نکاحِ مطلق! خلاصۂ کلام یہ کہ احادیث نبویہ میں جس متعہ کی حلت اور پھر حُرمت کا ذکر ہے وہ عرفی متعہ مراد نہیں ہے جس کے شیعہ لوگ قائل ہیں، اس سے مراد نکاحِ موقت ہے۔ چنانچہ مولانا محمد علی جانباز (شیخ الحدیث جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ) لکھتے ہیں:

Scanned with CamScanner

''متعہ بمعنی نکاحِ موقت کے ابتداءِ اسلام میں جائز اور مباح ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءِ اسلام میں نکاحِ متعہ بمعنی نکاحِ موقت کی ممانعت نہ تھی۔ معاذ اللہ یہ معنی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قولاً نکاحِ متعہ کی اجازت دی تھی۔ نکاحِ متعہ کی حرمت کا پہلا اعلان غزوۂ خیبر میں ہوا، اور پھر غزوۂ اوطاس میں، پھر غزوۂ تبوک میں اور پھر حجۃ الوداع میں، تاکہ عوام و خواص کو اس کی حرمت کا خوب علم ہو جائے اور رسول اللہ ﷺ کا حرمت متعہ کے متعلق یہ بار بار اعلان اسی پہلے اعلانِ حرمت کی تاکید کے لیے تھا جو آپ ﷺ غزوۂ خیبر میں فرما چکے تھے، کوئی جدید حکم نہ تھا۔ باقی شیعوں والا متعہ کہ مرد عورت سے ایک دن یا دو دن، ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے کے لیے معاوضہ طے کر کے استفادہ کرے تو یہ خالص زنا اور صریح بدکاری ہے۔ یہ صورت کبھی بھی اسلام میں جائز اور مباح نہیں ہوئی۔ چہ جائیکہ منسوخ ہو، جیسے زنا نہ کبھی مباح ہوا اور نہ منسوخ ہوا۔ [1]

شیعوں کا استدلال

سورۂ نساء کی آیت نمبر ۲۴ میں ہے کہ

''جن عورتوں سے تم متعہ کرو، اُن کا مقرر کردہ حق مہر ادا کرو۔'' یہاں سے متعہ کا اثبات ہو رہا ہے۔

جواب: جس آیت بینہ کے ایک حصہ سے شیعہ لوگ متعہ ثابت کرنے کی

---

[1] حرمت متعہ بجواب جواز متعہ، ص ۲۶

لایعنی کوشش کر رہے ہیں وہ یہ ہے۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً۔

اب اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

''اور جن عورتوں سے تم نے نفع اُٹھایا ان کو ان کا مقرر کردہ حق ادا کرو۔''

یعنی نکاح کے بعد تم جن عورتوں سے حقوق زوجیت ادا کرلو تو ان کو مہر ادا کرنا تم پر فرض ہے۔ اس میں دراصل ازدواجی زندگی کے بندھن اور پھر جدائی کا ضابطہ بتایا جارہا ہے۔ یعنی نکاح ہوگیا، مگر رخصتی نہ ہوئی اور میاں بیوی کا باہمی قُرب نہ ہوسکا اور اس سے پہلے ہی طلاق ہوگئی تو شوہر کو چاہیے کہ وہ آدھا مہر مطلقہ کو دے اور اگر شوہر نے بیوی سے استمتاع کیا ہے تو اب پورا مہر ادا کرنا واجب ہے۔ اہل تشیع کو آیت کے اس جزو میں لفظ ''اسْتَمْتَعْتُمْ'' نظر آیا تو یہ متعے کے افسانے تراشنے لگ گئے۔ استمتاع کے معنی صرف فائدہ اُٹھانے کے ہیں نہ کہ تعلقات یا زناشوئی کے۔ الفاظ قرآنی پر غور کریں اور آیت کے سیاق و سباق پر نظر ڈالیں تو یہ عقدہ آسانی سے کھل جائے گا کہ تم اپنے اموال عورتوں پر بایں طور پر خرچ کرو کہ اُن کو قید نکاح میں لانا مقصد ہو اور جب مرد و عورت نکاح کے بندھن میں بندھ جاتے ہیں تو اس کے بعد نکاح سے نکلنے کا طریقہ ''طلاق'' ہے۔ اگر آیت کی ابتداء پر شیعہ توجہ کرتے اور مُتعہ کی پٹی آنکھوں سے اتار کر کلامِ الٰہی کو سمجھنے کی کوشش کرتے تو اس سنگین اور غیر اخلاقی غلطی کے مرتکب نہ ہوتے۔ اس آیت میں مرد اور عورت کے مابین تعلقات کی دو

صورتیں بتائی گئی ہیں۔
① احصان ② مسافحت۔ جیسا کہ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ
کے الفاظ پورے منظر کو عیاں کر رہے ہیں۔ حکم الٰہی یہ ہے کہ تم حلال طریقے
سے عورتیں تلاش کرو۔ اور مقصد محض شہوت رانی نہ ہو اور نیز وہ عورتیں عفت کا
خیال رکھنے والی ہوں۔ اب یہاں ''احصان'' کے مقابلہ میں ''مسافحت'' کو لایا
گیا ہے۔ ''احصان'' میں مرد و عورت کا تعلق مستقل ہوتا ہے اور مسافحت میں وقتی
ہوتا ہے۔ احصان میں اولاد کی کفالت کا ذمہ دار والد ہوتا ہے جب کہ مسافحت
میں یہ قید نہیں ہوتی۔ اس بناء پر متعہ صراحتاً مسافحت میں داخل ہے، جس کا مقصد
محض شہوت رانی ہے اور یہ بدکاری ہی کا دوسرا نام ہے۔

علاوہ زیں اس آیت میں ''مِنْهُنَّ'' کی ضمیر ان عورتوں کی طرف راجع ہے
جن سے قرآن مجید میں نکاح کو حلال قرار دیا گیا یعنی ''وَاُحِلَّ لَكُمْ مَاوَرَاءَ
ذٰلِكُمْ '' (ان کے سوا تمہیں سب عورتیں حلال ہیں) جب قرآن مجید ''غَيْرَ
مُسَافِحِيْنَ'' کی صراحت پیش کر رہا ہے تو پھر متعہ کی گنجائش اور وہ بھی کلامِ الٰہی
سے نکالنا خدا تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ
مرد و عورت کے درمیان تعلقات کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔

① نکاح ② سفاح

شریعتِ اسلامیہ نے نکاح کو حلال کیا ہے اور سفاح کو ہمیشہ کے لیے حرام
کر دیا ہے کیونکہ نکاح میں مقصد و نیت نسل کی افزائش ہے جب کہ سفاح میں
وقتی عیاشی اور شہوت رانی ہے۔ اس لحاظ سے زنا اور متعہ میں کوئی فرق نہ رہا اور

Scanned with CamScanner

یہ ایسا حرام عمل ہے کہ جس کی اضطراری حالت میں بھی کوئی اجازت نہیں بلکہ جنسی خواہش کو دینِ اسلام ''اضطرار'' ماننے کے لیے بھی تیار نہیں ہے (اس پر تفصیلی بحث گذر چکی ہے) تو چودہ صدیوں کے مفسرین نے اس آیت سے نکاح مُراد لیا ہے نہ کہ متعہ! اور کسی اِکّا دُکّا مفسر نے ظاہراً آیت سے متعہ مراد لیا بھی ہے تو وہ شیعوں کو فائدہ نہیں دے سکتا کیونکہ وہ مفسر متعہ کی منسوخیت کا بھی قائل ہے۔ مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''متعہ اصطلاحی جس کے جواز کا ایک فرقہ مدعی ہے، یہ ہے کہ ایک مرد کسی عورت سے یوں کہے کہ اتنے دن کے لیے اتنے پیسے یا فلاں جنس کے عوض میں تم سے متعہ کرتا ہوں، متعۂ اصطلاحی کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ محض مادۂ اشتقاق کو دیکھ کر یہ فرقہ مدعی ہے کہ آیت سے حلتِ متعہ کا ثبوت ہو رہا ہے۔'' ❶

شیعہ مفسّر کا قول

شیعہ مفسر علامہ طبرسی بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کرتے ہیں کہ:

"فما استمتعتم به منهن ای من تمتعتم به من المنكوحات فاتوهن اجورهن مهورهن۔"

ترجمہ: ''(آیت کا معنی یہ ہے کہ) جن عورتوں سے تم نکاح کرکے فائدہ اٹھاؤ۔ ان کو ان کے حق مہر ادا کرو۔ ❷

---

❶ معارف القرآن، جلد دوم صفحہ نمبر ۳۶۶

❷ تفسیر مجمع البیان جلد اول، صفحہ نمبر ۱۲۲

Scanned with CamScanner

مولانا پیر کرم شاہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس آیت سے متعہ روافض پر استدلال کرنا سراسر باطل ہے کیونکہ محصنین غیر مسافحین کے الفاظ اس کی صراحۃ تردید کرتے ہیں۔ نیز حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے حجۃ الوداع کے موقع پر قیامت تک کے لیے حرام کر دیا تھا۔ ❶

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وفی فحو الایۃ من الدلالۃ علی ان المراد النکاح دون المتعۃ۔

ترجمہ: مذکورہ آیت دلالت کرتی ہے کہ مراد نکاحِ صحیح ہے نہ کہ متعہ۔ ❷

اور جہاں تک نکاح کا تعلق ہے تو یاد رہے کہ اہل السنّت والجماعت کے نزدیک تین شرائط کے ساتھ نکاح حلال ہو سکتا ہے۔

① دونوں جانب سے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول ہو۔

② شوہر حق مہر دینا قبول کر لے۔

③ عورت کو مستقل زوجیت میں رکھنے کی نیت ہو۔ نکاحِ موقت، یعنی مدتِ مقررہ نہ ہو۔ اس کے علاوہ عورت اور مرد کے تعلقات سو فیصد حرام ہیں خواہ ان کو زنا کا نام دیا جائے یا متعہ کا!

---

❶ تفسیر ضیاء القرآن جلد اول، صفحہ نمبر ۳۳۴

❷ فتح الملہم جلد سوم صفحہ نمبر ۴۴۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حُرمتِ متعہ کے قائل ہیں

امام بخاری رحمہ اللہ اہل السنۃ والجماعۃ کے سروں کا تاج ہیں۔ اور اس تاج کا ہر نگینہ سورج سے بڑھ کر روشن ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں یہ باب قائم کیا ہے۔

"باب نهى رسول الله عن نكاح المتعة اخيراً"

(نکاحِ متعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر میں منع کر دینے کا باب)

اس کے تحت حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت موجود ہے۔

ان النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن المتعة وعن لحوم الحمر الاهلية زَمَن خيبر۔

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن متعہ سے اور پلے ہوئے شہری گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمادیا۔'' ❶

حرمتِ متعہ کی دیگر روایات ہماری مندرجہ ذیل کتبِ احادیث میں بوضاحت موجود ہیں۔

① ترمذی شریف، کتاب النکاح، جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۳

② نسائی شریف، کتاب النکاح تحریم المتعۃ جلد دوم صفحہ نمبر ۸۰

③ مسلم شریف، باب نکاح المتعۃ وبیان انہ ابیح ثم نسخ جلد اول، صفحہ ۴۵۲

④ ابن ماجہ شریف جلد اول، صفحہ نمبر ۱۴۲

⑤ موطا امام مالک، باب نکاح المتعۃ، ص ۱۶۶

---

❶ بخاری جلد دوم، صفحہ نمبر ۷۶۱

Scanned with CamScanner

⑥ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد نمبر ۷، صفحہ نمبر ۲۰۱

⑦ سنن دار قطنی جلد سوم صفحہ نمبر ۲۵۸

⑧ مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ نمبر ۲۷۲

⑨ سنن الدارمی جلد دوم صفحہ نمبر ۱۴۰

⑩ نیل الاوطار جلد پنجم، صفحہ نمبر ۱۳۴

شیعہ مذہب سے حُرمتِ متعہ کا ثبوت

شیعہ مذہب کی بنیادی کتب میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت موجود ہے۔ مثلاً فروع کافی میں ہے۔

"عن علی قال حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر لحوم الاحمر اهلية ونكاح المتعة۔ ❶

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خیبر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے اور نکاحِ متعہ کو حرام قرار دے دیا۔"

یہ روایت "تہذیب الاحکام" جلد دوم صفحہ نمبر ۱۸۶، اور "الاستبصار" جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۱۴۲ پر بھی درج ہے۔

گویا اس روایتِ علی رضی اللہ عنہ پر سنی و شیعہ کا اتفاق ہے۔ اب متعہ کے جواز کی باتیں کرنے والے شیعہ آخر کس منہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لیتے ہیں؟

شیعہ علماء کی ایک کٹ حجتی

ایسی روایات پر شیعہ علماء کہتے ہیں کہ یہ تقیہ پر مبنی ہیں۔ یعنی آئمہ اہل بیت

---

❶ جلد دوم صفحہ نمبر ۱۹۲

نے ڈر کر ایسی باتیں کہہ دی تھیں۔ اس کے متعلق ہم دو سوالات پیش کرتے ہیں جن کا ہمیں تسلی بخش جواب درکار ہے۔

① تقیہ کا معیار اور مقامِ استعمال کیا ہے؟ یہ کن مسائل میں اور کن حالات میں کیا جا سکتا ہے؟ اس کی ضرورت کب پڑتی ہے؟

② اعمال آئمہ اہل بیت کے ہوتے ہیں اور ان پر تقیہ کا لیبل علماء شیعہ لگاتے ہیں۔ ہمیں کوئی ایک ایسی حدیث دکھائی جائے جو اہل السنۃ والجماعۃ کی مؤید ہو اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ یا کسی بھی بزرگ نے اپنی زبان سے فرمایا ہو کہ ہمارا یہ عمل بطورِ تقیہ ہے۔ بصورتِ دیگر آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ اُن کا عمل تقیہ پر مبنی تھا؟ کیونکہ ہر وہ بات جو سُنی مذہب کے موافق ہو شیعہ یہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں۔

فَهٰذا الْخَبَرُ مُوَافِقٌ لِلْعَامَةِ قَدْ وَرَدَ مَوْرِدَ التقِيَةِ۔

''چونکہ یہ خبر عوام (سُنی) کے نظریات کے موافق ہے، اس لیے اس کو تقیہ پر محمول کیا جائے گا۔''

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا ارشاد، متعہ چھوڑ دو

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا ارشاد شیعہ کتب میں موجود ہے۔

دعوها اما يستحی احدکم ان یری فی موضع العورة فیحمل ذالك علی اخوانه واصحابه۔

ترجمہ: ''متعہ چھوڑ دو، کیا تمہیں حیا نہیں آتی کہ کوئی شخص عورتوں کی

ستر دیکھے اور پھر اس کا ذکر اپنے بھائیوں، دوستوں میں کرے۔'' ❶

اسی طرح شیعہ عالم علامہ قاضی نور اللہ شوستری لکھتے ہیں:

''اگر متعہ روا بودے امام برحق (حسن رضی اللہ عنہ) چرا التفات نکاح و طلاق فرمودے؟''

ترجمہ: ''اگر متعہ کی اجازت و گنجائش ہوتی تو امام حسن رضی اللہ عنہ نکاح و طلاق کے جھمیلوں میں کیوں پڑتے؟'' ❷

باقی شیعہ لوگ امیر المومنین و امام العادلین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر جو دانت پیستے ہیں کہ انہوں نے متعہ کو حرام قرار دیا تھا تو یہ ان کی غلط فہمی یا عداوت ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حرمتِ متعہ کے حکم کے موجد نہیں تھے بلکہ نافذ کرنے والے ہیں، حکم تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود دے دیا تھا، ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم رسالت کو قانونی طور پر نافذ کر دیا اور حرمتِ متعہ کے اقوال شیعہ و سنی دونوں کتب سے ہم پیش کر چکے ہیں۔ جن کی تردید علمی دائرے میں رہ کر مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔

مولانا بشیر احمد پسروری رحمہ اللہ نے اپنی مایۂ ناز کتاب ''تحقیق متعہ'' میں مندرجہ ذیل سوالات اٹھائے تھے۔

سوالات: جب مذہب شیعہ میں متعہ کرنا اتنی اعلیٰ اور افضل ترین عبادت ہے کہ اس کا عامل ابو الائمہ اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور جس

---

❶ فروع کافی جلد پنجم صفحہ نمبر ۴۵۳

❷ مجالس المومنین فارسی حصہ اول، صفحہ ۱۳۱

کے ذریعے سے ہر قطرۂ آب سے جو غسل کے موقعہ پر استعمال کرنے سے گرتا ہے۔ ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے۔ جو قیامت تک حسنات ممتعین کے نامۂ اعمال میں لکھتا رہتا ہے واضح فرمادیں کہ:

① کیا گیارہ امام اور اُن کے اہل بیت اطہار نے اس عبادت عظمیٰ کو اپنے محذرات عالیہ کے مجموعہ اعمال میں شامل کیا تھا یا نہ؟

② شیعی نظامِ حکومت میں خصوصاً لکھنو اور ایران میں سلاطین اور مجتہدین عظام نے اس سعادت کو حاصل کیا یا نہ؟

③ سلاطین نے اس مقدس تحریک کو چلانے کے لیے متعہ خانے تعمیر کر کے اس سُنتِ عظمیٰ کو زندہ کیا یا نہ؟

④ آئمہ اطہار اور مجتہدین کبار نے اپنے اثر اور اقتدار اور ذاتی جائداد کے ذریعہ اس سنتِ عالیہ کے احیاء کے لیے کتنا کام کیا؟

(۵) موجودہ دورالحاد و زندقہ میں جہاں مجتہدین دین اور ذاکرین تحریر و تقریر تعلیم تدریس، تبلیغ جلسہ جلوس کے ذریعہ اشاعت مذہب شیعہ میں دن رات کوشش فرمارہے ہیں۔ کیا اس اہم ترین عبادت کے لیے بھی عملی سکیم جاری کی ہے یا نہ؟

⑥ اگر ایک مکان میں مرد و عورت کارِ خاص میں پکڑے جائیں۔ اور دونوں کہہ دیں کہ ہم نے متعہ کیا ہے تو کیا انہیں سزا دی جاوے گی؟

⑦ کنواری لڑکی حاملہ ثابت ہو اور کہہ دے کہ یہ متعہ کا نتیجہ ہے تو اسے سزا دی جاوے گی یا نہ؟

Scanned with CamScanner

⑧ ایک مرد کسی عورت کے ساتھ عین موقعہ پر دیکھ لیا جاوے۔ عورت کا خاوند بھی موقعہ پر آ جاتا ہے۔ مجرم کہہ دیتا ہے کہ میں نے عورت سے مُتعہ کیا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ میرا خاوند نہیں۔ تو کیا وہ مجرم آزاد کر دیا جاوے گا یا نہ؟

⑨ بہ یک وقت ایک عورت پر چار آدمی اپنا مُتعہ کا نکاح ثابت کرتے ہیں تو فیصلہ کیا ہوگا؟

⑩ اگر مُتعہ کو عام رواج دیا جاوے اور خوب اشاعت کی جاوے تو یورپ کی بدمعاشی و بدکاری، بداخلاقی اور حیا سوز تہذیب اور اسلام میں نتیجہ کے لحاظ سے کتنا فرق باقی رہ جاوے گا؟

Scanned with CamScanner

باب سوم

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ نکاح سے مشروط ہے

Scanned with CamScanner

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ نکاح سے مشروط ہے

"فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ" کے الفاظ سورۃ النسآء میں استعمال ہوئے ہیں اور آیت نمبر۲۴ کے وسط میں ہوئے ہیں۔ ان الفاظ کا سیاق و سباق کیا ہے؟ یہ جاننے کے لیے کم از کم دو آیتیں پیچھے جانا پڑے گا ورنہ حقیقت کا پتا نہیں چل سکے گا نتیجتاً ہم ان الفاظ کی حقیقی قرآنی تفہیم سے محروم رہ جائیں گے۔ پوری آیت دو پیش رو آیتوں سمیت پیشِ خدمت ہے:

وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا وَ سَآءَ سَبِيْلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ

أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا۔ (النساء: ۲۲ تا ۲۴)

(ترجمہ) ''ان عورتوں سے تم نکاح کرو جن سے تمہارے آباء نے ماضی میں نکاح کیا تھا مگر جو ہو چکا سو ہو چکا۔ بے شک یہ پرلے درجے کی فحاشی، انتہائی قابلِ نفرت فعل اور بدترین دستور تھا۔ تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہائیں بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری سوتیلی بیٹیاں جو تمہاری کفالت میں ہیں یعنی ان عورتوں کی بیٹیاں جن سے تم خلوت کر چکے ہو۔ البتہ جن عورتوں سے تمہاری خلوت نہیں ہوئی، ان کی بیٹیوں سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اور تمہارے صُلبی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کو (منکوحہ بنا کر) یکجا کرنا بھی حرام ہے مگر جو ہو چکا سو ہو چکا۔ بے شک اللہ پاک بخش دینے والا اور رحم کرنے والا ہے اور شادی شدہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں مگر وہ جواز راہِ حق تمہارے پاس آ جائیں جیسا کہ اللہ کی کتاب میں تم پر واضح کیا گیا ہے۔ مذکورہ محرمات کے علاوہ دیگر مستورات تمہارے لیے حلال ہیں اور وہ اس طرح کہ مال خرچ کر کے ان سے نکاح کر لو! بشرطیکہ مقصد، عفت قائم رکھنا ہو نہ کہ شہوت رانی ہو! پس اپنی منکوحہ مستورات سے تم متمتع ہو سکتے ہو۔ ہاں! اُن کے مہر حسبِ فرض پہلے ادا کر دیا کرو! اور اس

Scanned with CamScanner

فریضے کی ادائیگی کے بعد تم باہمی رضا مندی سے جیسے شب و روز چاہو، گزار سکتے ہو! تم پر کوئی گناہ نہیں ہے، بے شک اللہ علیم و حکیم ہے۔"

تینوں آیتوں کے عربی متن کو غور سے پڑھیے اور عربی متن کے بعد اُردو ترجمے کو غور سے پڑھیے اور پھر عربی متن اور اُردو ترجمے کو لفظ بہ لفظ اور جملہ بہ جملہ باہم مِلا کر غور سے پڑھیے "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ" کی حقیقت آپ پر منکشف ہو جائے گی۔

تینوں آیتوں میں پہلی آیت، آیت نمبر ۲۲ ہے، جس کا اُردو ترجمہ حسبِ ذیل ہے اسے ایک بار پھر غور سے پڑھیے:

"اُن عورتوں سے تم نکاح مت کرو، جن سے تمہارے آباء نے ماضی میں نکاح کیا تھا مگر جو ہو چکا سو ہو چکا۔ بے شک یہ پرلے درجے کی فحاشی، انتہائی قابلِ نفرت فعل اور بدترین دستور تھا۔"

یہ آیت حقیقت واضح کرتی ہے کہ موضوعِ گفتگو "نِکاح" ہے اور "نِکاح" کے بارے میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ کہاں حرام ہے اور کہاں حلال ہے؟ اور "کہاں کہاں حرام ہے" کی وضاحت میں سب سے پہلے یہ بتایا جا رہا ہے کہ جو عورت ماضی میں کسی کے باپ کی منکوحہ رہی ہو، اُس عورت سے بیٹا کبھی نکاح نہیں کر سکتا۔ مگر قبل ازیں جو ہو چکا سو چکا۔ یعنی گذشتہ کی معافی ہے لیکن آئندہ کی احتیاط لازمی ہے...... اگلی آیت سورۃ النسآء کی آیت نمبر ۲۳ ہے، جس کا ترجمہ ایک بار پھر ملاحظہ فرمایئے۔

"تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور

Scanned with CamScanner

تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور تمہاری، بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دُودھ پلایا ہو اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری سوتیلی بیٹیاں جو تمہاری کفالت میں ہیں یعنی اُن عورتوں کی بیٹیاں جن سے تم خلوت کر چکے ہو۔ البتہ جن عورتوں سے تمہاری خلوت نہیں ہوئی۔ اُن کی بیٹیوں سے نکاح اور دو بہنوں کو (منکوحہ بنا کر) یکجا کرنا بھی حرام ہے۔ مگر جو ہو چکا سو ہو چکا بے شک اللہ پاک بخش دینے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

اس آیت میں محرمات کی پوری تفصیل دے دی گئی ہے کہ کون سی مستورات سے نِکاح حرام ہے اور کسی طور حلال نہیں ہے۔ اس تفصیل کے آخر میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ دو سگی بہنوں کو بیویوں کی حیثیت میں یکجا کرنا یعنی ایک شوہر کا دو سگی بہنوں سے بہ یک وقت نکاح کرنا یا یکے بعد دیگرے نکاح کرنا اور بہ یک وقت ''نِکاح'' میں رکھنا حرام ہے۔ ظاہر ہے کہ اس آیت کا موضوع بھی پہلی آیت کی طرح ''نِکاح'' ہے...... اب اگلی آیت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں، جو سورۃ النسآء کی آیت نمبر ۲۴ ہے اور جس کے درمیان میں فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں:

''اور شادی شدہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں مگر وہ جواز راہِ حق تمہارے پاس آ جائیں جیسا کہ اللہ کی کتاب میں تم پر واضح کیا گیا ہے! مذکورہ محرمات کے علاوہ دیگر مستورات تمہارے لیے حلال ہیں اور اس طرح کہ مال خرچ کر کے اُن سے نکاح کر لو! بشرطیکہ مقصد، عِفت

Scanned with CamScanner

قائم رکھنا ہو نہ کہ شہوت رانی ہو! پس اپنی منکوحہ مستورات سے تم متمتع
ہو سکتے ہو۔ ہاں! اُن کے مہر حسبِ فرض پہلے ادا کر دیا کرو! اور اس
فریضے کی ادائیگی کے بعد تم باہمی رضامندی سے جیسے شب و روز چاہو،
گزار سکتے ہو! تم پر کوئی گناہ نہیں ہے، بے شک اللہ علیم و حکیم ہے۔"

اِس آیت کا موضوع بھی "نِکاح" ہے جس کے درمیان میں "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ" کے الفاظ آ رہے ہیں۔ ان الفاظ سے پہلے "نِکاح" کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے اور یہ امر واضح کیا گیا ہے کہ "نِکاح" کا مقصد عِفت قائم کرنا ہے نہ کہ شہوت رانی ہے اور پھر ان الفاظ کے بعد "نِکاح" کی ایک لازمی شرط "مہر کی از راہِ فرض پہلے ادائیگی" کی بات کی گئی ہے اور یہ امر واضح کیا گیا ہے کہ مقررہ مہر کی ادائیگی کے بعد ہی تم خلوت اختیار کر سکتے ہو ورنہ نہیں کر سکتے۔

ظاہر ہے کہ اس آیت میں فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بہرحال نِکاح سے مشروط ہے یعنی اِستمتاع یا تمتع صرف اور صرف "نِکاح" کے ساتھ ہے "نِکاح" کے بغیر نہیں ہے اور توجہ طلب امور بھی سیدھے سیدھے اور بولتے ہوئے الفاظ میں بتا دیئے گئے ہیں کہ خبردار! "نکاح" کا مقصد، عفت قائم کرنا ہے...... شہوت رانی کا گھر پورا کرنا نہیں ہے اور خبردار! مقررہ مہر کی ادائیگی سے پہلے منکوحہ کے قریب مت جانا! کیوں کہ مہر کی ادائیگی پہلے ہے اور خلوت بعد میں ہے...... اور وہ بھی باہمی رضامندی سے ہے۔

بھلا جب عِفت مآبی کی ایسی بھرپور تائید ہو اور شہوت رانی کی ایسی زوردار تردید ہو اور مقررہ مہر کی خلوت سے پہلے لازمی ادائیگی کی دوہری تاکید ہو تو "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ" کی حیثیت آزاد یا خود مختار کہاں رہ جاتی ہے؟ بلکہ وہ تو سو

Scanned with CamScanner

فی صد محکوم ہو جاتی ہے اور ''نکاح'' اس کا حاکم بن جاتا ہے۔ یوں استمتاع یا تمتع والی بات بہت پیچھے چلی جاتی ہے بلکہ مفقود ہو جاتی ہے اور فرض اور ادائیگیٔ فرض والی بات سامنے آجاتی ہے بلکہ باندازِ حکمرانی موجود ہو جاتی ہے۔ بھلا ایسی نکاح بند صورتِ حال کو ''متعہ'' سے کیوں کر تعبیر کیا جاسکتا ہے؟ یہ صورتِ حال تو اوّل و آخر ''نِکاح'' ہی کی عملی تفسیر ہے، ''متعہ'' کی خیالی تعبیر ہر گز نہیں ہے۔ ''فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ'' والی آیت میں جو عربی الفاظ اور جملے کلیدی حیثیت و کردار کے حامل ہیں اور اُن نکات کی وضاحت کرتے ہیں جواب تک بیان ہوئے ہیں۔ وہ حسبِ ذیل عربی الفاظ اور جملے ہیں۔ جن کے اُردو معانی بھی ان کے سامنے دے دیئے گئے ہیں تاکہ تفہیم میں آسانی ہو۔

محسنین: نِکاح کی صورت میں عِفت قائم رکھنے والے مرد!

مسافحین: نِکاح کے بغیر چوری چھپے شہوت رانی کے رسیا مرد!

فاتوھن اجورھن فریضۃ: ان کے مہر حسبِ فرض پہلے ادا کر دیا کرو!

لاجناح...... بعد الفریضۃ: گناہ نہیں ہے...... مہر کی ادائیگی کے بعد!

ان چاروں طرح کے الفاظ اور جملوں کے عین درمیان ''فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ'' کے الفاظ ہمہ وقت محصور حالت میں ہر وقت دیکھے جاسکتے ہیں اور مومنین و مسلمین بشمول قارئین جب چاہیں، قرآن کھولیں اور دیکھ لیں اور ''فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ'' کے الفاظ کی یہی کُل وقتی محصور حالت ''نِکاح'' کی محفوظ و مامون منہ بولتی قرآنی شہادت ہے اور سچ کی ایسی خوشبو ہے جس کے وجود پر بدبودار اور متعفن ماحول اثر انداز نہیں ہوسکتا۔

Scanned with CamScanner

چند شیعی غلط فہمیوں کا جائزہ

غلط فہمی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ثم رخص لنا ان تنکح المرأة بالثوب الی اجل ثم قراء عبداللّٰہ یایھا الذین آمنوا لا تحرّموا طیّبات ما احل اللّٰہ لکم ولا تعتدو ان اللّٰہ لا یحب المعتدین۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جنگوں کے اوقات میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رخصت دی تھی کہ تم ایک کپڑے کے بدلے میں کسی بھی عورت سے مقررہ وقت کے لیے نکاح کرلیا کرو، پھرانہوں نے مذکورہ آیت پڑھی جس کا معنی یہ ہے کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام مت کرو، اور نہ ہی زیادتی کرو کہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ ❶

اس حدیث سے بالکل واضح ہے کہ متعہ کی اجازت دی گئی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر عامل تھے۔

غلط فہمی کا ازالہ:

ابتداءِ اسلام میں جو ''نکاحِ موقت'' رائج تھا اس پر گزشتہ صفحات میں

---

❶ صحیح مسلم جلد اول صفحہ نمبر ۴۵۰

مفصل بحث ہو چکی ہے۔ اور اس سے بھی وہی مراد ہے، اس سے متعہ عرفی کا جواز نکالنا گناہِ عظیم ہے۔ کیونکہ یہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صراحتاً متعہ کی حرمت کا فتویٰ دیتے تھے اور آپ فرماتے تھے۔

"اَلْمُتْعَةُ مَنْسُوْخَةٌ نَسَخَهَا الطَّلَاقُ وَالصَّدَاقُ وَالْعِدَّةُ وَالْمِيْرَاثُ" یعنی "متعہ منسوخ ہے اور اس کے منسوخ ہونے پر طلاق، مہرِ شرعی، عدت اور وراثت دلیل ہیں ❶۔

غلط فہمی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: مَا تقرأُ فِيْهَا فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى؟ قُلْتُ کونہ قَرَاتُهَا هٰكَذَا كَاسَنَا لَتُكَ قَالَ فَاِنَّهَا كَذَا۔

کیا تم نے سورۃ النساء میں آیت: "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى" نہیں پڑھی؟ تو سائل نے کہا کہ "اجل مسمی" کے الفاظ میں نے دیکھے ہوتے تو پوچھنے کی حاجت ہی کیا تھی؟ تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیت تو اسی طرح ہے جیسے میں نے سنائی ہے۔ ❷

یہ روایت بتا رہی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حلتِ متعہ کے قائل تھے۔

---

❶ بیہقی شریف جلد ۷، ص ۲۰۷، کتاب النکاح، مطبوعہ سعودی عرب

❷ تفسیر طبری جلد ۵، ص ۹

غلط فہمی کا ازالہ

اصل بات یہ ہے کہ فتح مکہ کے تیسرے دن جب آنحضرت ﷺ نے حرمت متعہ کا دائمی اعلان فرمایا تو اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وہاں موجود نہ تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کچھ عرصہ ''نکاحِ موقت'' کی حلت کے قائل رہے، نہ کہ متعہ عرفی کے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نکاحِ موقت کے متعلق نرم گوشہ رکھتے ہیں تو انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ تک حضور علیہ السلام کا فرمان پہنچا دیا جو صحیح مسلم میں موجود ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ بْنَ عَبَّاسٍ يَلِيْنُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ متعۃ النساء کے متعلق نرمی برتتے ہیں تو کہا:

يَابْنَ عباس رضی اللہ عنہ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهُمَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الانسِيَةِ.

''اے ابن عباس یہ نرم گوشہ ترک کر دیجیے، کیونکہ حضور اقدس ﷺ نے خیبر کے دن پالتو گدھوں اور متعہ کو حرام کر دیا ہے۔'' [1]

شیعہ حضرات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ''متعہ'' کے مسئلہ میں بجائے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے وقتی موقف پر یقین کرتے ہیں اور اس کو بطور دلیل کیوں پھیلاتے ہیں؟ جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی بعد میں متعہ کی حرمت کے قائل ہو گئے تھے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کا

---

1. صحیح مسلم جلد اوّل ص: ۴۵۲

ارشاد ہے "اِنَّمَا کَانَتِ الْمُتْعَةُ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ" یعنی ابتداء اسلام میں متعہ کا جواز تھا...... حَتّٰی نَزَلَتِ الْاٰیَةُ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسْ فَکُلُّ فَرْجٍ سِوَاهُمَا فَهُوَ حَرَامٌ۔ "یہاں تک وہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اپنی ازواج اور مملوکہ لونڈیوں کے علاوہ کسی سے قربت نہ کرو تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب ان دو قسم کی عورتوں کے علاوہ ہر قسم حرام کردی گئی ہے [1]۔

نیز یہی حرمت کے فتویٰ والی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت کچھ زائد الفاظ کے ساتھ "بیہقی شریف" میں بھی موجود ہے۔ [2]

حقیقت فقط اتنی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ابتداء میں کچھ عرصہ "نکاح موقت" کو شدید ضرورت میں مباح سمجھتے رہے۔ مگر جب اُن تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہنچایا تو انہوں نے فوراً اپنے رائے سے رجوع کرلیا تھا اور مطلقاً متعہ کو حرام قرار دیا، چنانچہ امام رازی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی وفات کے وقت شدید ندامت اور کمال عاجزی وانکساری کے ساتھ فرمارہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنْ قَوْلِیْ فِی الْمُتْعَةِ۔

"اے اللہ! میں اپنے حلت متعہ والے قول سے توبہ کرتا ہوں۔" [3]

---

[1] ترمذی شریف جلد اوّل ص: ۲۳۳، ابواب النکاح

[2] ملاحظہ ہو، جلد نمبر ۷ ص ۲۰۵، کتاب النکاح، مطبوعہ سعودی عرب

[3] تفسیر کبیر جلد ۳، ص: ۳۰۰

اورامام ترمذی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

وَاِنَّمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شَیْءٌ مِّنَ الرُّخْصَةِ فِی الْمُتْعَةِ ثُمَّ رَجَعَ عَنْ قَوْلِهٖ حَدِیْثٌ اُخْبِرَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ❶

اور علامہ شوکانی علیہ الرحمۃ کا قولِ فیصل بھی قابل مطالعہ ہے آپ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جوازِ متعہ کے قول سے رجوع کرلیا تھا۔اب سوائے روافض کے کوئی اس کی حلت کا قائل نہیں ہے۔اور روافض کا کیا کہنا؟

"ولا اعتبار باقوالھم" ان کی کسی بات کا مطلقاً کوئی اعتبار نہیں ❷۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقد کان ابن عباس رضی اللہ عنہ یقول بجوازھا ثم ثبت رجوعة" پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جواز متعہ کے قائل تھے، پھر انہوں نے رجوع کرلیا تھا۔ ❸

علامہ ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

وقد رجع عنه حين استقر عنده تحريمها بتواتر الاخبار من جمعة الصحابة۔

''اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اس وقت اپنے قول سے رجوع کرلیا تھا

---

❶ ترمذی شریف جلد اول ص:۱۳۳

❷ فتح القدیر جلد اول ص:۴۱۴

❸ تفسیر قرطبی جلد ۵ ص:۱۳۲

Scanned with CamScanner

جب تمام اصحاب رسول ﷺ سے متعہ کی حرمت تواتر کے ساتھ ثابت ہوگئی۔" ❶

ان واضح اور بے غبار عبارات کی روشنی میں بھی اگر کوئی کہتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ متعہ کی اباحت کے قائل تھے تو بدکاری کے زہریلے جذبات نے اس کے دل کو سیاہ کر کے رکھ دیا ہے۔ جیسا کہ ایک معاصر شیعہ، بزعم خود محقق اور درحقیقت پرلے درجے کے جاہل ''آفتاب حسین جوادی'' نے لکھا ہے۔

''معلوم ہوا کہ بہت سے ''قریشی'' اور صحابہ زادے متعہ کی اولاد تھے، ان کی نسل غالبًا اب تک باقی ہوگی۔ یہ نکاحِ متعہ عجمی ایرانیوں نے مروج نہیں کیا۔ بلکہ اس کی بنیاد عربی قریشیوں نے رکھی۔'' ❷

ان لوگوں کے دلوں پر بغض صحابہ کی بناء پر ایسے قفل لگ چکے ہیں، جن کے کھلنے کی امید نہیں رہی، اور ان کے نفس کالی چمگادڑوں کا بسیرا بن گئے ہیں، بہر کیف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے حوالہ سے جو غلط فہمیاں پھیلا کر مذہب کی آڑ میں زنا کی دعوت دی جاتی ہے اور ملت اسلامیہ کے پاک دامن، نیک فطرت اور خوبصورت نوجوانوں کی مطہر جوانی نحوست کی بھینٹ چڑھائی جاتی ہے، اس کا ازالہ یہاں کر دیا گیا ہے۔

---

❶ احکام القرآن جلد۲، ص:۱۵۲

❷ السیف البارق ص:۳۵۱، ناشر مرکز مطالعاتِ اسلامی پاکستان

Scanned with CamScanner

غلط فہمی

کیا امام مالک رحمہ اللہ متعہ کے جواز کے قائل تھے؟

فقہ حنفی کی معروف کتاب ''ہدایہ'' میں ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک متعہ جائز ہے، جب فقہاء اربعہ میں سے اتنے بڑے امام اور فقیہہ کے نزدیک جائز ہے تو معلوم ہوا اس کی حرمت پر اجماع منعقد نہیں ہوا۔

غلط فہمی کا ازالہ

ہدایہ جلد ثانی صفحہ ۸ پر یہ عبارت امام مرغینانی رحمہ اللہ نے درج کی ہے کہ ''وَنِکَاحُ الْمُتْعَةِ بَاطِلٌ وَهُوَ اَنْ يَّقُوْلَ لِاِمْرَاَةٍ المتعة بِلِكِ كذا مَرَّةٍ بِكَذَا مِنَ الْمَالِ وَقَالَ مَالِكٌ هُوَ جَائِزٌ۔

اس عبارت سے مترشح ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ جواز متعہ کے قائل تھے، لیکن یہ صاحب ہدایہ کا سہو ہے۔ کیونکہ تمام شارحین ہدایہ نے اپنی شروحات میں امام مالک رحمہ اللہ کی طرف جواز متعہ کی نسبت باطل قرار دی ہے۔ فقہ مالکی کی کسی کتاب میں ایسا حوالہ نہیں ملتا اور نہ ہی مالکی فقہ کے آزاد خیال لوگوں تک نے کبھی عملاً یا قولاً اس کی فعل بد کی تائید کی ہے۔ ہدایہ ص ۸ جلد ثانی کے حاشیہ نمبر ۲۴ پر موجود ہے کہ ''قولُهٗ وقالَ مالكٌ هُوَ جائزٌ نسبتُهٗ اِلٰى مالك رحمہ اللہ غلطٌ وَلَا خِلَافَ فِيْهِ بين الأئمة و عُلَمآءِ الامصَارِ اِلَّا طَائِفَةٌ مِّنَ الشيعة۔

محشی لکھتے ہیں کہ صاحب ہدایہ کا امام مالک رحمہ اللہ کی طرف متعہ کی نسبت

کرنا غلط ہے۔ کیونکہ اس کی حرمت میں آئمہ کرام اور علماءِ امصار کے مابین قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔ صرف طائفہ شیعہ حلت متعہ کا قائل ہے۔ اور شیخ العلما ابو محمد ابن احمد العینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وقال مالك رحمه الله هُوَ جائزٌ اي نكاح المتعة جائز وقال الكاكى رحمه الله هذا سهوٌ فان المذكور فى كتب مالك حرمة نكاح المتعة وقال فى المدونة ولا يجوز النكاح الى اجل قريب او بعيد وان سمّى صداقا وهذهِ المتعة وقال الاكمل رحمه الله متغدر عن المصنف يجوز ان يكون شمس الائمة الذى اخذ منه المصنف اطلع على قوله لهٗ على خلاف مافى المدونة، قلت لم يذكر فى كتاب عن كتب المالكية رواية تجوز المتعة وبالاحتمال نقل قول عن امام من الائمة غير موجبة مع ان مالكاً روى فى موطاء حديث الذهرى من حديث على ابن ابى طالب ان رسول الله ﷺ نهٰى عن متعة النساء يوم خيبر علٰى ما ياتيه بيانهٗ ان شاء الله وقال الاكملُ هنا ايضاً متعذدًا ليس من يروى حديثا يكون واجب العمل لجواز ان يكون عنده ما يعارضه او يترجع عليه۔ قلت عادةً مالك ان لا يروى حديثا فى موطاء الا وهو اليه ويعمل به ولو ذكر عنه ما ذكره الاكمل كذكره اصحابه ولم ينقل

عنهٗ شيء من ذالِكَ۔ [1]

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ کتب مالکیہ میں صراحتاً متعہ مذکور ہے اور فقہ مالکی میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو حلت متعہ پر دلالت کرتی ہو۔ لہٰذا صاحب ہدایہ کا متعہ کی نسبت امام مالک رحمہ اللہ کی طرف کرنا بالکل سہو ہے۔ خود امام مالک رحمہ اللہ اپنی موطا میں حدیث زہری نقل کرتے ہیں جس میں حرمت متعہ کی تصریح ہے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ صرف وہی روایات نقل کرتے تھے جس پر خود ان کا عمل ہو اور اُن کا مذہب ہو۔ بفرض محال وہ حرمت متعہ کے قائل نہ ہوتے تو ضرور اُن کے رفقاء اُن کے اس مذہب کو نقل کرتے حالانکہ اصحاب وفقہاء مالکیہ نہایت سختی سے حرمتِ متعہ کے قائل ہیں۔

اسی طرح امام حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ما حكام بعض الحنفية عن مالك رحمہ اللہ من الجواز خطاءٌ۔ [2]

یعنی بعض حنفی علماء کرام نے جو امام مالک رحمہ اللہ کی طرف متعہ کی نسبت درج کردی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح تفسیر جلالین ص: ۷۴ کے حاشیہ نمبر ۱۴ پر ہے کہ "ونسبتهٗ مالك غلط فاحش" متعہ کی نسبت امام مالک رحمہ اللہ کی طرف کرنا ایک واضح اور کھلی غلطی کا ارتکاب ہے۔

---

1. البنایه في شرح الهدایه [بمشهور] عینی شرح هدایه جلد۲، ص: ۲۸ مطبع نول کشور لکھنو
2. فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد۲، ص: ۱۵۰

علاوہ ازیں دلچسپ بات یہ ہے کہ خود امام مالک رحمہ اللہ نے حدیث زہری کو بیان کرتے ہوئے حرمت متعہ کی تصریح کی ہے۔ (موطا امام مالک رحمہ اللہ، ص ۵۰۷ مطبوعہ آرام باغ کراچی) شیخ المحدثین امام مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''نکاح متعہ یہ ہے کہ مقررہ مدت کے لیے عورت سے نکاح کرنا، یہ نکاح متعہ پہلے مباح تھا پھر منسوخ ہوگیا اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نکاح موقت مباح ہونے کے بعد منسوخ ہوگیا اور جو حدیث شریف حضرت علیؓ سے مروی ہے وہ متعہ سے ممانعت پر دلالت کرتی ہے خیبر کے دن میں اور اباحتِ متعہ عام فتح میں ہوا تھا، پھر اس سے ممانعت ہوئی اور یہ ممانعت یوم خیبر کو ہوئی، اور ہر زمانہ کے اہل علم متعہ سے منع فرماتے رہے اور بعض علماء احناف نے جو امام مالک رحمہ اللہ کی طرف جواز متعہ کی نسبت کردی ہے، وہ بالکل غلط ہے۔''

امام کاندھلوی رحمہ اللہ کی عربی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

قال ابن دقيق العيد رحمة الله نكاح المتعة هو تزويج المرأة الىٰ اجل وقد كان ذالك مباحاً ثم نسخ والروايات تدل علىٰ انه ابيح بعد النهى ثم نسخت الاباحة فان هذا لحديث عن على رضی اللہ عنہ يدل على النهى عنها يوم خيبر وفقها، الامصار كلهم على المنع وما حكام بعض الحنفية عن مالك رحمہ اللہ من الجواز فهو

خطاء قطعاً۔ [1]

روافض پر ایک بار پھر ہم اظہار تعجب کر رہے ہیں کہ صحیحین میں اور دیگر کتب سنی وشیعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صراحتاً حرمت متعہ کی روایات موجود ہیں یہ ان کی طرف تو التفات نہیں کرتے اور دیگر مرجوح، یا مبنی بر سہو عبارات ڈھونڈ کر متعہ کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اگر یہ سب کچھ غلط فہمیوں کی بنیاد پر ہے تو عقلاً اس کا صدیوں سے چلے آنا محال ہے، اور اگر محض ضد اور عناد کی وجہ سے شہوت پرستی مقصود ہے تو کیا ان لوگوں نے مر کر اپنے اللہ کے حضور پیش نہیں ہونا؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

---

[1] التعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۴، ص ۲۲

باب چہارم

شادی، باحیاء لوگوں کے لیے سرمایۂ حیات

Scanned with CamScanner

شادی، باحیاء لوگوں کے لیے سرمایۂ حیات

اتنی مہلک اور خطرناک برائی جو انسان کو ہر اعتبار سے سخت نقصان پہنچاتی ہے، اس کی روک تھام کی جس شد و مد سے ضرورت تھی، وہ کسی ذی عقل سے مخفی نہیں اور صرف روک دینا ہی کافی نہیں ہوتا جیسا کہ آپ عیسائیوں اور دوسری قوموں میں اس کا انجام دیکھ رہے ہیں، بلکہ اس کے لیے مستقل قوانین وضوابط کی ضرورت تھی اور اسلام نے یہی کیا، انسان کی فطرت کو جانچا اور اس کے مطابق علاج اور پرہیز کی تاکید کی۔ اسلام نے غیر مذاہب کی طرح افراط وتفریط کا راستہ اختیار نہیں کیا، بلکہ انسانی مزاج کو پرکھ کر اعتدال کا طریقہ پسند کیا۔

نکاح کا حکم

زنا کے نقصانات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو حکم دیا کہ مرد اور عورت جن کو شادی کی ضرورت محسوس ہو، ضرور شادی کریں کہ عفت و عصمت کی حفاظت کا سب سے بڑا ذریعہ اور ان کی جنسی خواہشات کی تسکین کا بہترین حل یہی ہو سکتا ہے۔ رب العزت نے شادی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ

وَإِمَائِكُمْ﴾ (النور: ۳۲)

''اور تم میں جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کر دیا کرو اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں جو اس لائق ہوں ان کا بھی۔''

''اَیَامیٰ'' ''اَیِّمْ'' کی جمع ہے، اس کا استعمال مرد اور عورت دونوں کے لیے ہے۔ جس مرد کی بیوی نہ ہو اس کو اَیِّمْ بھی کہتے ہیں اور جس عورت کا شوہر نہ ہو اس کو بھی ''اَیِّمْ'' کہتے ہیں۔ پھر چاہے سرے سے ابھی شادی نہ ہوئی ہو یا شادی ہوئی تھی مگر شوہر یا بیوی کا انتقال ہو گیا۔ یعنی ''رَجُلٌ اَیِّمْ'' بھی کہا جاتا ہے اور ''اِمْرَأَةٌ اَیِّمْ'' بھی۔'' ❶

حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ اپنے تفسیری ترجمہ میں لکھتے ہیں.

''یعنی احرار (آزاد لوگوں) میں جو غیر شادی شدہ ہوں خواہ مرد، خواہ عورت اور خواہ ابھی ان کا نکاح ہی نہ ہوا ہو، یا وفات و طلاق سے اب تجرد ہو گیا ہو، تم ان کا نکاح کر دو اور اسی طرح تمہارے غلام اور لونڈیوں میں جو اس نکاح کے لائق ہو یعنی حقوق زوجیت کو ادا کر سکے اس کا بھی نکاح کر دیا کرو اور محض اپنی مصلحت کے خیال سے باوجود غلام لونڈیوں کو ضرورت ہونے کے ان کی اس مصلحت کو فوت مت کیا کرو۔'' ❷

---

❶ ابن کثیر: ۳/۲۸۶.

❷ بیان القرآن: ۷/۱۷.

Scanned with CamScanner

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رشتہ ازدواج کے قیام کی تاکید فرمائی ہے اور ان تمام مرد وعورت کی شادی کر دینے کا حکم دیا ہے جن کو شادی کی ضرورت ہو، حتی کہ غلام جو بڑی حد تک بے بس ہوتا ہے، اس کے متعلق بھی ارشاد فرمایا کہ ان کی بھی شادی ضروری ہے، اگر ان میں حقوق زوجیت ادا کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے اور پھر اس ذمہ داری کو رب العزت نے قوم کے سر ڈالا ہے تاکہ اس کی اہمیت کا احساس پیدا ہو اور اشارہ کیا گیا ہے کہ شادی کے جو فائدے ہوتے ہیں اس سے پوری قوم مستفید ہوتی ہے اور شادی نہ کرنے کے جو نقصانات ہیں ان کا اثر بھی پوری قوم پر پڑتا ہے۔ کوئی ذی عقل انسان اس بات سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا کہ جائز شادی کا رواج اگر بند کر دیا جائے تو پوری قوم کے اخلاق گندے ہو جائیں گے۔ اس آیت کے اگلے حصہ میں رب العزت نے اس طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ کسی موہوم خدشہ کو حیلہ بنا کر اس نیک رشتہ کے قائم کرنے سے بچنے کی کوشش نہیں کرنا چاہیے، جس پر آگے بحث ہوگی۔

اس آیت سے اتنی بات بہرحال کھل کر معلوم ہوگئی کہ جو مرد یا عورت شادی کے لائق ہو ان کی شادی کر دی جائے اور یہ شادی کرنے کی ذمہ داری ولی کے سر بھی ہے اور قوم کے مضبوط دوش پر بھی، کوئی اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔

نکاح فقہاء کی نظر میں

بعض علماء اس طرح گئے ہیں کہ شادی کرنا واجب ہے اور اس میں کوئی شبہ

Scanned with CamScanner

نہیں، احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ جنسی میلان جب حد برداشت سے باہر ہو جائے اور خطرہ شرعی حدود کے توڑنے کا سامنے آجائے یعنی ظن غالب اس خطرہ میں مبتلا ہو جانے کا ہو تو اس وقت نکاح کرنا مومن کے لیے واجب ہو جاتا ہے لیکن اگر بے تابی حد سے نہ گزری ہو تب نکاح سنت مؤکدہ ہے۔ اسی طرح اگر ظن غالب ہو کہ حقوق زوجیت ادا نہیں ہوں گے تو اس وقت نکاح کی قید میں اپنے آپ کو مقید کرنا شرعاً ناپسندیدہ یعنی مکروہ ہے بلکہ حقوق زوجیت کے متعلق جسے عجز کا یقین ہو، ایسے آدمی کے لیے تو نکاح حرام ہے۔

نکاح میں تحفظ عفت

بہرحال مذکورہ بالا قرآنی حکم کے سوا احادیث میں بھی ایسا بڑا ذخیرہ موجود ہے جن میں شادی کی تاکید و ترغیب پائی جاتی ہے اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ خود شادی کرنے والوں پر ضروری ہے کہ جونہی وہ شادی کی ضرورت محسوس کریں شادی کرلیں۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ)) ❶

''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں جو اسباب جماع کی قدرت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور شہوت کی

---

❶ بخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءة فلیصم:٥٠٦٦۔

جگہ کو بہت بچاتا ہے۔''

اس حدیث میں جہاں نوجوانوں کو شادی کا حکم دیا گیا ہے، وہاں شادی کے فائدے بھی بیان کر دیے گئے ہیں کہ شادی سے عفت وعصمت کی حفاظت ہوگی اور حرام کاری سے آدمی بچ جائے گا۔ اس حدیث میں خطاب اگرچہ نوجوانوں ہی کو ہے لیکن جنسی میلان میں جن کے فتور اور ضعف کی کیفیت پیدا نہ ہوئی ہو گو نوجوان نہ بھی ہوں ان کو بھی نکاح کرنا چاہیے۔

نکاح اور افزائش نسل

دوسری حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ وَتَنَاسَلُوْا فَإِنِّیْ مُبَاهٍ بِکُمُ الْأُمَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) [1]

''بہت جننے والی عورت سے شادی کرو اور نسل بڑھاؤ، اس لیے کہ میں قیامت کے دن تمہاری (کثرت کی) وجہ سے فخر کروں گا۔''

اس حدیث میں نکاح کا حکم بھی دیا گیا ہے اور اس کا مقصد بھی بیان کیا گیا ہے کہ شادی کا منشا توالد وتناسل اور نسل انسانی کی بقا ہے، تاکہ قوم کے افراد کی تعداد زیادہ سے زیادہ ہو۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْأُمَمَ)) [2]

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ۲۸۳/۳.

[2] ابو داؤد، کتاب النکاح، باب النهی عن تزویج من لم یلد من النساء: ۲۰۵۰۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ آداب الزفاف: ۱۳۲۔ ارواء الغلیل: ۱۷۸۴۔

Scanned with CamScanner

''خوب محبت کرنے والی اور بہت بچے دینے والی عورت سے شادی کرو، اس لیے کہ میں تمہاری اور امتوں پر کثرت سے فخر کروں گا۔''

اس حدیث میں نسل کو بڑھانے کے ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شوہر سے محبت والفت کرنے والی عورت ہو کہ معاشرتی زندگی کو خوشگوار بنانے کی یہی واحد تدبیر ہے، زن وشو میں محبت والفت ہی کے رشتہ میں سارے خاندان کی خوشی کا راز پوشیدہ ہے۔

نکاح اور پاک دامنی

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شادی کرنے سے انسان بہت ساری برائیوں سے بچ جاتا ہے، بلکہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ دنیا سے پاک وصاف جائے اور اس کا دامن عفت وعصمت ملوث نہ ہو تو اس کی شکل یہی ہے:

((مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ طَاهِرًا مُّطَهَّرًا فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ)) ❶

''اللہ تعالیٰ سے جو شخص پاک وصاف ملنا چاہے اس کو شریف عورتوں سے شادی کرنی چاہیے۔''

اس حدیث میں شادی سے جو عفت وعصمت اور پاک دامنی حاصل ہوتی ہے اس کا بڑا بلیغ بیان ہے بلکہ اس میں جو الفاظ آئے ہیں ان سے سمجھا جائے تو یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ شادی کرنے سے اللہ تعالیٰ دوسرے گناہوں سے بھی

---

❶ ابن ماجه، كتاب النكاح، باب تزويج الحرائر والولود: ١٨٦٢۔

آدمی کو بچا لیتا ہے اور یہ کہ شادی آدمی کی ہدایت اور نجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

دیکھا بھی گیا ہے کہ جس کی شادی نہیں ہوتی اور جائز طور پر جنسی میلان پورے نہیں ہو پاتے وہ عموماً مختلف گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، خواہ ان گناہوں میں لوگ غیر ارادی طور پر ہی کیوں نہ مبتلا ہو جاتے ہوں لیکن شادی شدہ آدمی کے پاس چونکہ بچنے کا ذریعہ ہوتا ہے اس لیے عموماً ان گناہوں سے اس کا رشتہ خود بخود کٹ جاتا ہے، ان لوگوں کے برعکس جو شادی بھی نہیں کرتے اور پاک دامنی کی زندگی بھی گزارنا چاہتے ہیں، خواہ مخواہ کش مکش کی ایسی زندگی گزارتے ہیں جس کے متعلق کچھ کہا نہیں جا سکتا ہے کہ کس وقت ان سے کیا حرکت سرزد ہو جائے۔

ایک حدیث میں نکاح کو ''نصف دین'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

((اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ)) ❶

''بندہ نے جب شادی کر لی تو اس نے نصف دین پورا کر لیا۔''

غور کیا جائے تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ گناہوں کے بڑے حصہ کا تعلق جنسی میلانات ہی سے ہے، شرعی اور آئینی حدود میں اپنے آپ کو جکڑ دینے کے بعد اسباب کی حد تک بے راہ روی کے خطرات کم ہو جاتے ہیں۔

---

❶ بیھقی فی شعب الایمان: ٥٤٨٦۔ یہ حدیث شواہد کی بنا پر حسن درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ السلسة الصحیحة: ٦٢٥۔

Scanned with CamScanner

جاہلیت کے نکاح

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جاہلیت میں نکاح کی چار صورتیں تھیں:

① ایک طریقہ تو یہی تھا جو آج کل رائج ہے۔

② مرد اپنی منکوحہ بیوی سے کہتا تھا کہ جب تیرا حیض کا خون بند ہو جائے تو پاکی حاصل کرنے کے بعد تو فلاں مرد کے پاس چلی جا اور اس سے فائدہ حاصل کر، یعنی اس غیر مرد سے ہم بستری کر، شوہر اپنی اس عورت سے اس وقت تک علیحدہ رہتا، جب تک اس کی عورت پر غیر مرد کا حمل ظاہر نہ ہو جاتا۔ چنانچہ جب غیر مرد کا حمل واضح ہو جاتا تو اب اگر شوہر کی خواہش ہوتی تو وہ اپنی بیوی کے پاس جاتا۔ ایسا جاہلیت میں اس لیے کرتے تھے کہ لڑکا نجیب ہو۔ اس کو ''نکاح استبضاع'' کہا جاتا تھا۔ گویا تخم حاصل کرنے کا یہ ایک طریقہ تھا۔

③ تیسری شکل یہ تھی کہ ایک عورت کے پاس متعدد مرد آتے اور اس سے زنا کرتے مگر ان کی تعداد دس سے کم ہوتی پھر جب عورت بچہ جنم دیتی اور بچہ کی پیدائش کے کچھ دن بعد عورت ان تمام مردوں کو قاصد کے ذریعہ بلا بھیجتی، کوئی انکار کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ جب سب جمع ہو جاتے تو یہ عورت کہتی، تم اپنے معاملہ سے واقف ہو کہ میرے پاس وطی کے لیے آیا کرتے تھے...... میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے، یہ تمہارا بچہ ہے، تم اپنی پسند سے اس کا کوئی نام رکھو۔ چنانچہ یہ بچہ اس شخص کا ہو جاتا جس کا عورت نام لیتی اور وہ مرد انکار نہیں کر سکتا تھا۔

④ کچھ عورتیں ایسی تھیں جن کے دروازوں پر جھنڈے گڑے رہتے۔ یہ

Scanned with CamScanner

بازاری پیشہ ور عورتیں تھیں۔ جس کا جی چاہتا ان کے پاس جاتا۔ جب ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اس سے زنا کرنے والے زانی جمع ہوتے پھر قیافہ شناش بلایا جاتا اور وہ اپنے علم پر جانچ کر اس بچہ کو ان مردوں میں سے جس کا کہہ دیتا وہ بچہ اسی کا ہو جاتا اور وہ مرد انکار نہیں کر سکتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان صورتوں کو بیان کر کے فرماتی ہیں:

((فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ اِلاَّ نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ)) ❶

''محمد رسول اللہ ﷺ جب حق لے کر مبعوث ہوئے تو آپ نے تمام جاہلی نکاحوں کو بند کر دیا صرف اس نکاح کو باقی رکھا جو آج رائج ہے۔''

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جاہلیت میں عورتوں کی عفت و عصمت اپنی قدر و قیمت سے محروم ہو چکی تھی، جہاں شوہر اپنی رضا مندی سے اپنی بیویوں کو اجنبی مردوں سے تخم حاصل کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ اس سے اندازہ کیجیے کہ عورت اور اس کی عفت و عصمت کے متعلق جاہلی احساسات ذلت و کمینگی کی کن حدود تک پہنچ چکے تھے؟ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد یہ سمجھتا تھا کہ میں نے عورت کو مہر کے عوض خرید لیا ہے اور یہی وجہ تھی کہ شوہر کے مرنے کے بعد وہ مال متروکہ بن جاتی تھی۔ ❷

---

❶ بخاری، کتاب النکاح، باب من قال لا نکاح الا بولی: ٥١٢٧.

❷ بحوالہ اسلام کا نظام عفت و عصمت از مولانا ظفیر الدین۔

مُتعہ سے متعلق علامہ نعمت اللہ الجزائری کے چشم دید واقعات

علامہ نعمت اللہ الجزائری چوٹی کے شیعہ علماء میں شمار ہوتے تھے، اِن کا تعلق اُن علمائے شیعہ سے ہے، جنہیں ''شیعہ گر'' کہا جاتا ہے۔ ان کے تعارف میں شیعہ مجتہد محمد حسین صاحب ڈھکو رقمطراز ہیں:

> سید نعمت اللہ بن عبداللہ المعروف بعلامہ جزائری، آپ حضرت علامہ مجلسی اور آقا حسین خوانساری اور فاضل جلیل ملا محسن فیض کے شاگردِ رشید اور بہت بلند پایہ کے عالم و فاضل، ماہر کامل، محدث جلیل، محققِ نبیل، متکلم کم عدیل تھے، تحصیل علوم و فنون میں انہوں نے جس قدر مصائب و آلام جھیلے ہیں، بالآخر ان کی محنت و مشقت ٹھکانے لگی اور بفضلہٖ تعالیٰ علم و عمل کے مدارجِ عالیہ و مراتبِ سامیہ پر فائز ہوئے اور مرجع فضلا و علماء قرار پائے اور سرآمد روزگار بنے، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اجرَ المحسنين، انہوں نے جہاں دیگر علوم اسلامیہ میں گرانقدر کتب تصنیف و تالیف فرمائیں، وہاں علمِ کلام میں بھی چند کتب جلیل لکھیں ⓿۔

⓿ احسن الفوائد فی شرح العقائد ص ۳۶، ناشر مکتبہ السبطین، سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودھا

اتنے بڑے شیعہ عالم نے اپنی تصنیف ''انوار النعمانیہ'' میں کچھ عجیب وغریب واقعات درج کیے ہیں، جن میں سے کچھ ان کے چشم دید اور کچھ سمعی ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے ''انوار النعمانیہ'' موجود ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم بلا تبصرہ یہ واقعات یہاں درج کرتے، معاً خیال آیا کہ مناظر اہل سنت حضرت العلام مولانا اللہ یار خان چکڑالوی نے بھی اپنی کتاب میں کچھ باتیں درج کی ہیں اور ساتھ ساتھ خلاصہ نکال کر ہلکا پھلکا تبصرہ بھی درج کرتے گئے۔ قارئین کی معلومات کے لئے اور شیعہ مذہب کی ''متعہ شناسی'' آشکار کرنے کے لئے ہم مولانا چکڑالوی کی کتاب ''تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین'' سے من وعن وہ عبارات پیش کر رہے ہیں، ملاحظہ ہو۔

اس عبادت کے متعلق چند عجیب واقعات

شیعہ محدث نعمت اللہ الجزائری نے اپنی مشہور کتاب انوار نعمانیہ میں اس عبادت کے متعلق کچھ سنے سنائے اور کچھ اپنے چشم دید واقعات بیان کئے ہیں۔ ان میں سے چند ایک واقعات بیان کئے جاتے ہیں تاکہ اس عبادت کے جزئیات کی تفصیل بھی سامنے آجائے اور اس عبادت کی تکمیل میں جو رکاوٹیں آتی ہیں ایک مومن ان رکاوٹوں کو دور کرنے کا سلیقہ بھی سیکھ لے۔

وقد تمتع رجل من اصحابنا امرأة و كان ذلك الرجل فقير افصار القرار على درهمين تقريبا فجامعها تلك الليلة خمس مرات فلما اصبح طالبته بالدرهمين ولم يكن عنده شئ

فالحت عليه بحضور جماعة من المؤمنين فقالت ايها الناس انه جامعها خمس مرات ولم يعطها شيئا فقال لها يا حبابه تعال ثم انه رفع ارجله فقال تعال جامعني سبع مرات عوض الخمس المرات وقال الحاضرون الحق مع العالم۔

"ہمارے ایک شیعہ دوست نے ایک عورت سے متعہ کیا وہ آدمی نادار تھا۔ دو درہم پر معاملہ طے ہوا رات کو اس نے عورت کے ساتھ پانچ بار مباشرت کی صبح کو عورت نے دو درہم کا مطالبہ کیا مگر اس کے پاس کچھ نہیں تھا عورت نے لوگوں کے سامنے پُر زور مطالبہ کیا اور برملا کہا کہ اس نے رات کو پانچ بار مجھ سے مباشرت کی اور اب کچھ نہیں دیتا۔ مرد نے کہا اے خاتون! ادھر آجا۔ پھر اس نے اپنی ٹانگیں اوپر اٹھائیں (برہنہ ہو کر) اور کہا پانچ کے بدلے سات بار مجھ سے جماع کر لے۔ حاضرین کہنے لگے یہ عالم مرد سچا ہے۔ (اور عورت جھوٹی ہے) ❶

اس واقع سے معلوم ہوا کہ:

① متعہ کرنے والا صرف نادار ہی نہیں تھا شیعہ عالم تھا۔

② اس نے تہیدست ہونے کے باوجود دو درہم دینے کا اقرار کر لیا یعنی متعہ میں تقیہ کو بھی شامل کر کے عبادت کو دو آتشہ بنا دیا۔

③ عورت کو اجرت دینے کی بجائے اس کو دعوت دی کہ پانچ کے بدلے

---

❶ انوار نعمانیہ ۲:۲۱۶

Scanned with CamScanner

سات بار اس سے جماع کرلے۔

④ شیعہ حاضرین کے نزدیک مرد کا عورت سے جماع کرنا اور عورت کا مرد سے جماع کرنا دو مختلف چیزیں ہیں لہٰذا ان کی رگ انصاف پھڑکی اور فیصلہ سنایا کہ عالم سچا ہے۔

⑤ پھر مجمع میں عالم کا ننگا ہوکر ٹانگیں بلند کرنا گویا شانِ علم کا اظہار ہے۔

⑥ عورت نے رات بھر کی کارروائی تفصیل سے سنادی۔ جیسے اس نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔

⑦ مجتہد الجزائری کا یہ واقعہ اس تفصیل سے بیان کرنا ظاہر کرتا ہے کہ اس عبادت کی تشہیر کرنا بھی گویا ترغیب دلانے کی ایک تدبیر ہے۔

⑧ دو درہم کی حقیری رقم کے وعدہ کے بدلے بھی یہ عبادت ادا کی جاسکتی ہے جنت کتنی سستی کردی۔

۲۔ محدث صاحب اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں:

وتمتع رجل من اصحابنا امرأة فی شیراز راعطها محمدیة۔ وکان الوقت حارا فصعدنا السطح واما هو فغلق باب الحجرة علیه وبقی مع المرأة۔ فلما قرب نصف اللیل فاذا صوت المرأة قد ارتفع وهی تقول هلموا الی فقد قطع فنزحها فترلنا الیها فاتیت الیها وقلت لها ماجری علیك فقالت ان اللیل لم ینتصف وانه قاربنی عشرین مرة وما صرت اطیق فهذه المحمدیه یاخذها ویعطینی من بقیة اللیل فقلت له یافلان ما تقول فی کلامها هذا فقال انها کذابة

وما بلغت عشرين فلزمني من يدى وقال تعال فاتيت معه فادخلني الحجرة فاذا هو قد خط المرات خطوطا فى الجدار فعددتها فاذا هى ثمان عشر مرات فقال انظر كيف كذبت على فقلت له يا فلان اقسم عليك بالله ما كان فى نظرك الشريف الى وقت الصباح من مرات قال والله فى خاطرى اربعين مرات ليكون بازاء كل غازى مرة ثم ان المرأة اعطته المحمدية وانصرفت نصف الليل۔ (ايضا ٢:١٦٤)

شیراز میں ہمارے ایک شیعہ دوست نے متعہ کیا اور عورت کو ایک محمدیہ (سکہ) دیا۔ گرمی کا موسم تھا ہم مکان کی چھت پر سو گئے۔ اس دوست نے عورت کو اندر لے جا کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا نصف شب کے قریب عورت نے چلانا شروع کر دیا کہنے لگی لوگو پہنچو اس نے میری شرمگاہ پھاڑ دی۔ ہم چھت سے نیچے آئے میں نے عورت سے پوچھا کیا گزری۔ کہنے لگی رات ابھی آدھی نہیں گزری اور یہ میرے ساتھ بیس مرتبہ مباشرت کر چکا ہے اب میری طاقت جواب دے گئی ہے مرد اب مجھ سے محمدیہ واپس لے لے اور باقی رات کے لیے مجھے معاف رکھے۔ میں نے مرد سے پوچھا آپ کیا کہتے ہیں۔ وہ کہنے لگا عورت جھوٹی ہے میں ۲۰ تک نہیں پہنچا پھر وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اندر لے گیا میں نے دیکھا کہ اس نے دیوار پر لکیریں کھینچ رکھی ہیں میں نے شمار کیا تو وہ ۱۸ خطوط تھے کہنے لگے دیکھو اس عورت نے مجھ پر کیسا بہتان لگایا ہے۔ میں نے اس سے کہا اللہ کی قسم کھا کر بتایئے

کہ آپ کے خیال مبارک میں صبح تک کتنی مرتبہ مباشرت کرنے کا ارادہ تھا؟ اس نے کہا اللہ کی قسم میرا ارادہ ۴۰ مرتبہ مباشرت کرنے کا تھا تاکہ ہر غازی (سکہ) کے بدلے ایک بار ہو جائے (ایک محمدیہ کے ۴۰ غازی بنتے ہیں) پھر اس عورت نے محمدیہ واپس کر دیا اور اس مرد سے جان چھڑالی۔

ظاہر ہے کہ:

① یہ محدث الجزائری کا چشم دید واقعہ ہے۔ آپ نے معاملہ نمٹانے میں ذاتی طور پر حصہ بھی لیا۔

② یہ شریفانہ کاروبار کوئی برائی نہیں بلکہ عبادت ہے البتہ عورت نے اس میں جھوٹ کی آمیزش کر کے اس کے تقدس کو نقصان پہنچایا اور نتیجہ بھی دیکھ لیا کہ بقیہ رات ثواب سے محروم ہوگئی۔

③ محدث صاحب کا متمتع سے خطاب کہ ما کان فی نظرك الشریف ظاہر کرتا ہے کہ ان کے دل میں اس عبادت گزار کے لئے عقیدت اور عظمت کس پائے کی تھی؟

④ دو درہم یا ایک محمدیہ پر معاملہ طے ہو جانا بتاتا ہے کہ جانبین کے پیش نظر اصل چیز ثواب حاصل کرنا یا امامت کے درجے تک پہنچنا ہوتا ہے یہ رقم تو محض تبرک کے طور پر لی دی جاتی ہے۔

⑤ دیکھا گیا ہے کہ اس عبادت میں مومنہ عورتیں زیادہ ایثار پیشہ واقع ہوئی ہیں یا حصول ثواب میں زیادہ حریص ثابت ہوئی ہیں۔ طے شدہ رقم بھی

Scanned with CamScanner

وصول نہیں کرتیں۔

۴۔ محدث الجزائری اصفہان کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

وقد اراد بعض المومنين ان يتمتع فى اصفهان فقالت له عجوز دلالة انا اهديك على امراة جميلة فاخذته الى بيت امراة فرأى امراة تحت الاستار والحجب فظن بها القبول وقد كان اعطها الدراهم للعجوز وانصرفت فلما خلى معها ورفعت الحجب نظر الى وجهها واذا لها من العمر ما تجاوز التسعين ولا تتكلم الا بالدرادر لعدم الاسنان ففكرنى نفسه فانتهى فكره الى ان قال لهايا حبابه شيئا من الدهن فقامت واحضرته عنده فكشف راسه ودهن دهنا جيدا فقال لها قامى على اسم الله تعالى حتى افضى الحاجة فنامت فقدم رأسه فقالت ما تصنع فقال قاعدة فى بلادنا ان يأتون النسا بروسهم فقال انظرى كيف يكون فقال من تحته وقالت هذه دراهمك خذلا بارك الله فيها فلم يقبل حتى ضاعفت له الدراهم اضعافا كثيرة بالتماس كثير حتى اخذها وخرج منها۔ (ايضا ص٤١٦)

اصفہان میں ہمارے مومن شیعہ نے متعہ کرنا چاہا ایک بوڑھی دلالہ نے اسے کہا کہ میں تجھے ایک خوبصورت عورت پیش کرتی ہوں چنانچہ ایک عور کے گھر لے گئی اس نے ایک پردہ نشین عورت دیکھی بوڑھیا کو رقم دی اور چلتا کیا جب عورت نے پردہ اٹھایا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی عمر ۹۰ برس سے متجاوز ہو گئی۔ منہ میں دانت مطلق نہیں۔ سوچ میں پڑ

Scanned with CamScanner

گیا کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا مجھے تیل چاہیے وہ اٹھی اور تیل لے آئی مرد نے اپنے سر پر خوب تیل ملا۔ اور عورت سے کہا اللہ کا نام لے کر لیٹ جا، تا کہ میں اپنا کام کروں۔ وہ لیٹ گئی مرد نے اپنا سر آگے بڑھایا وہ کہنے لگی کیا کرنا چاہتے ہو۔ مرد نے کہا کہ ہمارے ملک میں یہی رواج کہ عورتوں سے مقاربت سر سے کرتے ہیں کہنے لگی اللہ تمہارے ملک کو تباہ کرے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہنے لگا تو ابھی دیکھ لے گی کیسے ہوتا ہے۔ نیچے سے ہی تو ہوتا ہے۔ کہنے لگی اپنی رقم واپس لے اللہ تمہیں اس رقم میں برکت نہ دے مرد نے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ اس عورت نے اپنی طرف سے کثیر رقم ملا کر بڑی منت سماجت کی تب مرد نے قبول کیا اور وہاں سے چلا گیا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ:

① مومنین کے لیے متعہ کا کاروبار عام تھا اور ہر شہر میں اس عبادت کے لیے رہنمائی کرنے کا فریضہ بوڑھی عورتوں نے سنبھال رکھا تھا جو اپنے منصب کے عین مطابق دلالہ کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔

② دلالہ نے تقیہ کیا۔ وعدہ کیا حسین وجمیل عورت کا اور پیش کی بوڑھی کھوسٹ۔

③ اس عبادت کے شروع کرتے وقت اللہ کا نام لیا جاتا ہے تاکہ بابرکت ثابت ہو۔

④ شیعہ عورتیں اس عبادت پر اتنی حریص ہوتی ہیں کہ ۹۰ برس کی عمر میں بھی شوق باقی رہتا ہے کیوں نہ ہو عمر بھر کی مشق کی وجہ سے ملکہ راسخہ پیدا ہو

Scanned with CamScanner

جاتا ہے۔

⑤ عورت نے نادانی سے مرد کو عملاً عبادت کرنے کا موقع نہ دیا مگر اسے مالی فائدہ تو نقد ہو گیا اور اخروی ثواب اس کے نیک ارادہ پر ہی شاید مل گیا ہوگا۔

۴۔ اسی صفحہ پر اسی قسم کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں:

وواحد اخر ایضا قدجرت علیه مثل هذه المقدمة فلما خلی بها فراها تذید علی عجوز بنی اسرائیل فی العمر قام واخذ ابریقا الی الکنیف واخذ لفافة عما مته وعصب بها ذکرة حتی صار کالجا ون الصغیر فاقبل الیها وهو یترجع بأن فانکشف لها فقالت ما هذه العصابة علی ذکرك فقال ان معی دارالبشل والطبیب امرنی بان اتمتع بأمراة عجوزة والفظ بسم هذا الوجع ای فی فرجها حتی ابرأ فصاحت من هذا الکلام وقالت خذدراهمك لا بارك الله لك فیها فقال هیهات هیهاتِ لا اقبل هذا ابدًا حتی زادت علی ما اعطها زیادة وافرة فاخذها ومضی۔

ایک اور آدمی کے ساتھ یہی حالت پیش آئی جب تخلیہ میں ممتوعہ کو دیکھا تو عمر میں بنی اسرائیل کے زمانہ کی عورت معلوم ہوئی اٹھا۔ کوزہ لیا اور خلوت خانہ میں چلا گیا اپنی پگڑی کو اپنی شرمگاہ پر لپیٹ کر باہر آیا اور عورت کی طرف متوجہ ہوا اس حالت میں کہ وہ کراہ رہا تھا جب برہنہ ہوا تو عورت نے کہا یہ کیا پٹی باندھ رکھی ہے اس نے کہا میں مرض بثل کا مریض ہوں طبیب نے کہا ہے کہ کسی بوڑھی عورت سے متعہ کروں

Scanned with CamScanner

اور یہ زہریلا مادہ اس کے رحم میں داخل کر کے شفا پاؤں۔ عورت چیخ اٹھی کہنے لگی اپنی رقم لے لے اللہ تجھے اس میں برکت نہ دے کہنے لگا ہرگز نہیں۔ عورت نے کثیر رقم اپنے پاس سے ملا کر پیش کی تب مرد نے قبول کی اور اپنی راہ لی۔

مومن متاعی کو بڑا حاضر دماغ ہونا چاہیے کوئی ایسی صورت پیش آ جائے تو اس قسم کی کوئی ترکیب سوچ لے کہ عبادت کا موقع نہ مل سکے تو کم از کم مالی نقصان تو نہ ہو۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومنین بالعموم بڑے ہوشیار ہوتے ہیں۔ اصل مع سود لیے بغیر نہیں ٹلتے اور مومنات ایسی بھولی بھالی ہوتی ہیں کہ عبادت کے ثواب سے بھی محروم ہو جاتی ہیں اور پلے سے رقم دیکر مومنوں کو بھی محروم کر دیتی ہیں۔

۵۔ محدث صاحب شیراز کا واقعہ بیان کرتے ہیں جو ان کے ایک ہم مکتب ساتھی کو پیش آیا۔

ان رحلا من الاخوان تمتع ایضا فی شیراز و کان معنا فی مدرسة المنصوریة قال فلما تکشفت لی واستلفت علی قضاها نظرت الی ذاك الموضع واذا لهی غلفا لم تختن فعمدت الی سکین صغیر واتیت بها واختنتها فصاحت وجری الدم فلما قامت طالبتنی بالجراحة فطالبتها بکرو الختان وغلبتها واخذت منها القیمه ولکن لامن جنس الدراهم والدنانیر۔ (ایضا ص ۴۲۳)

ہمارے ایک شیعہ بھائی نے شیراز میں متعہ کیا۔ وہ ہمارے ساتھ

Scanned with CamScanner

مدرسہ منصوریہ میں پڑھتا تھا اس نے کہا جب وہ عورت برہنہ ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ ختنہ شدہ نہ تھی میں نے ایک چاقو لیا اور اس کا ختنہ کردیا۔ اور چلائی اس کا خون بہنے لگا۔ اس نے اٹھ کر مجھ سے زخمی کرنے کی دیت طلب کی میں نے اس سے اجرت طلب کی آخر میں غالب آگیا اور اس سے اجرت وصول کرلی مگر وہ درہم و دینار کی صورت میں نہیں تھی۔

اس روایت سے بڑی قیمتی معلومات حاصل ہوئیں۔

① شیعہ مومنین زمانہ طالبعلمی سے ہی یہ عبادت شروع کردیتے ہیں۔

② علم کے ساتھ فن بھی سیکھتے ہیں جیسے اس طالبعلم نے مدرسہ منصوریہ میں صرف علم کے حصول پر اکتفا نہیں کی تھی بلکہ ختنہ کرنے کا فن بھی سیکھ لیا تھا۔ یا ممکن ہے پہلے ہی موروثی طور پر یہ فن جانتا ہو پھر علم کا شوق چرایا ہو۔

③ متعہ کی عبادت شروع کرنے سے پہلے مقام عبادت کا معائنہ کرنا بھی شاید ضروری ہوتا ہے کیونکہ عبادت کے لیے طہارت شرط ہے۔

④ طالب علم نے ختنہ تو کردیا لیکن عورت بھی فن کار تھی دیت طلب کرلی۔ ادھر طالبعلم تھا باقاعدہ مناظرہ شروع ہوگیا۔ آخر جیت علم کی ہوئی۔ اور طالبعلم نے اجرت وصول کرلی مگر علمی زبان میں بتادیا کہ کس شکل میں وصول کی۔ واقعی علم کی بات ہی اور ہے گزشتہ دو روایتوں میں بتایا گیا ہے مومنین عبادت سے محروم رہے البتہ دولت پیدا کرلی مگر طالب علم نے عبادت بھی کرلی

Scanned with CamScanner

اور پیسے بھی بٹور لیے کیا مدرسہ منصوریہ کا اتنا فیض بھی نہ ہوتا[1]۔

ان واحد من اخواننا الصالحين تمتع امرأة في شيراز فلما غلق عليها الابواب ونظر الى وجهها فاذا هي كالشن البالي وليس لها الادرادر تتكلم فيها قال فتحضت عيني وقبضت على انفي واصبت منها مرة فلما فرغت اردت فتح الباب فقالت لا تفتح ودعنا اليوم في عيشنا وان لم ترد من القبل فهذا غيره حاضر فعرفت الموت في المواقعة الاخرى فصحت الى اصحابي هلموا الي وخلصوني من يدي الموت فاتوا الى الباب واخرجوني منها۔

ہمارے ایک صالح بھائی نے شیراز میں ایک عورت سے متعہ کیا جب دروازہ بند کیا تو عورت کے چہرہ پر نظر پڑی۔ اچانک وہ اسے پرانی بوسیدہ مشک کی مانند نظر آئی منہ میں دانت ندارد۔ بات پوری سمجھ میں نہیں آسکتی تھی میں نے اپنی آنکھیں میچ لیں ناک پر ہاتھ رکھا اور ایک بار اس سے مجامعت کر لی جب فارغ ہوا تو باہر نکلنے کا ارادہ کیا کہنے لگی دروازہ مت کھول آج کی رات تو عیش میں گزرنے دے اگر تجھے اس راستے سے مجامعت کرنا پسند نہیں تو دوسرا راستہ حاضر ہے مجھے خلاف وضع فطرت میں موت نظر آئی میں نے چلا کر باہر دوستوں کو آواز دی کہ مجھے موت کے منہ سے نکالو۔ وہ آئے دروازہ کھولا اور مجھے باہر نکالا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ:

---

[1] ایضاً ص ۴۲۳

① ایک صالح بھائی کا ذکر ہو رہا ہے واقعی بدکاروں کو کہاں ایسی عظیم عبادت کی توفیق مل سکتی ہے۔

② عورت کی صورت سے نفرت کے باوجود آنکھ بند کر کے ناک پر ہاتھ رکھ کے یا یوں کہیے کہ دل تھام کر ایک سجدہ کر ہی لیا۔

③ ممتوعہ جو فنافی العبادت تھی ایثار کر کے دوسرا راستہ پیش کر دیا اور رات عیش میں بسر کرنے کی التجا بھی کی واقعی صالحین کو عبادت میں ہی عیش محسوس ہوتی ہے۔

④ اس روایت میں دینے دلانے کا ذکر نہیں معلوم ہوتا ہے کہ مفت میں جنت کے حصول کی کوشش کی گئی۔

⑤ صالح بھائی بڑا کم حوصلہ ثابت ہوا کہ بار دگر میں اسے موت نظر آنے لگی۔

اس عبادت کی ایک مفید اور عوامی قسم

یوں متعہ کی اصطلاح اپنے اندر کشش کا پورا جہان لیے ہوئے ہے مگر اس کی ایک افضل تر قسم کے لیے ایک اور اصطلاح بھی ہے اسے ''متعہ دوریہ'' کہتے ہیں یعنی بہت سے مرد چندہ جمع کر کے ایک عورت کو دیں اور ایک ہی رات تمام صالحین اس ایک عورت سے جاری جاری مجامعت کریں۔ مردوں کا مالی بوجھ کم ہوا اور عورت کا ثواب کئی گنا بڑھ گیا۔

علامہ نور اللہ شوستری پر متعہ دوریہ کے متعلق کسی کم عقل نے اعتراض داغ

Scanned with CamScanner

دیا تو آپ نے اپنی مشہور کتاب ''مصائب النواصب'' میں بڑا معقول جواب دیا فرماتے ہیں:

واماتاسعا فلان ما نسبه الى اصحابنا من انهم جوزوا ان يتمتع الرجال المتعددون ليلة واحدة من امرأة سواء كانت من ذوات الاقراء ام لا؟ فها خان في بعض قيوده وذلك لان الاصحاب قد خصوا ذاك بالآئسة لا بما يعم بالآئسة وغيرها من ذوات الاقراء۔

نواں اعتراض جو معترض نے کیا ہے کہ ہمارے شیعوں کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے بہت سے مردوں کا ایک عورت سے ایک رات میں متعہ کرنا جائز کہا ہے خواہ اس عورت کو حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو تو اس سلسلے میں معترض نے بعض قیود میں خیانت کی ہے (جو شیعہ متعہ دوریہ میں لگاتے ہیں) ہمارے اصحاب شیعہ نے متعہ دوریہ اس عورت کے ساتھ مختص کیا ہے جسے حیض نہ آتا ہے۔ یہ عمل عام نہیں ہے کہ ہر عورت کے ساتھ کیا جائے خواہ وہ آئسہ ہو یا غیر آئسہ۔

واقعی بعض معترض بھی نامعقول قسم کے ہوتے ہیں۔ بات سمجھتے نہیں اور آنکھیں بند کر کے اعتراض داغ دیتے ہیں۔ علامہ نے بات واضح کر دی کہ متعہ دوریہ میں یہ شرط ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ عورت ایسی ہو کہ حیض آنے کی حد سے گزر چکی ہو۔ اگر کسی غیر آئسہ سے یہ حرکت کی گئی تو عبادت مقبول نہ ہو گی اس لیے صلحاء کا یہ فرض ہے کہ عبادت کرتے وقت تمام شرائط کا لحاظ رکھیں کہیں ایسا نہ

Scanned with CamScanner

ہو کہ عبادت مردود قرار پائے اور رات بھر کی محنت رائیگاں جائے۔ جب اصحاب شیعہ نے اس عبادت کے لیے آئمہ کو مختص کر دیا تو اعتراض چہ معنی؟ معلوم ہوتا ہے ثواب کے اعتبار سے عام متعہ اور متعہ دوریہ میں وہی فرق ہے جو انفرادی عبادت اور اجتماعی عبادت میں ہوتا ہے۔ جماعت کی برکات کا کون انکار کرسکتا ہے[1]۔

---

[1] ''تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین''، ص ۲۹۳ تا ۳۰۳، ناشر مدنی کتب خانہ، گلیت روڈ، لاہور)

کتبِ محوّلہ

زیرِ نظر فہرست میں چند وہ کتب بھی درج ہیں، جن کا باقاعدہ کوئی حوالہ کتاب ھذا میں نہیں ہے، مگر دورانِ تالیف وہ ہمارے پیش نظر رہیں۔ خصوصاً شیعہ مذہب کی کتب میں اگر ایک حوالہ یا استدلال دو کتب میں سے ملا تو بطور حوالہ ایک ہی کتاب پر اکتفاء کیا گیا۔ (مصنف)

(۱) قرآنِ مجید
(۲) الصحیح البخاری جلد ثانی
(۳) ترمذی، کتاب النکاح
(۴) نسائی شریف، کتاب النکاح تحریم المتعۃ
(۵) مسلم شریف، باب نکاح المتعۃ
(۶) ابن ماجہ شریف، جلد اول
(۷) موطا امام مالکؒ، باب نکاح المتعۃ۔
(۸) تفسیر معارف القرآن۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ
(۹) تفسیر ضیا القرآن۔ مولانا پیر محمد کرم شاہ
(۱۰) تفسیر تفہیم القرآن۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی
(۱۱) تفسیر احمدی۔ سر سید احمد خاں

Scanned with CamScanner

(۱۲) ترجمۃ القرآن بآیات الفرقان۔ عبداللہ چکڑالوی
(۱۳) شبہۃ للرافضۃ والرد علیھا، للاخ جلال
(۱۴) متعہ اور اسلام۔ مولانا محمد اشرف سیالوی
(۱۵) تحقیق متعہ۔ مولانا بشیر احمد پسروری
(۱۶) حرمتِ متعہ بجواب جواز متعہ۔ مولانا محمد علی جانباز
(۱۷) متعہ نہ کیجئے۔ مولانا محمد اقبال رنگونی
(۱۸) متعہ؟ یوسف عباس
(۱۹) کیا متعہ حلال ہے؟ مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی
(۲۰) حرمت متعہ۔ شیخ حسن الدین سہروردی
(۲۱) اسلام اور جنسیات۔ سید نصیر شاہ
(۲۲) فوز المقال فی خلفاء پیر سیال۔ حاجی مرید احمد چشتی
(۲۳) الشیعۃ فرقۃ الغدر والخیانۃ۔ الشیخ ابو مصعب زرقاوی
(۲۴) الزرقاوی الجیل الثانی للقاعدہ۔
(۲۵) عبداللہ چکڑالوی اور فتنۂ انکارِ حدیث۔ حافظ عبدالجبار سلفی
(۲۶) اسلام کا نظامِ عفت وعصمت۔ مولانا ظفیر الدین
(۲۷) ماہ نامہ ''نگار'' لکھنؤ، نومبر ۱۹۳۲ء۔ نیاز فتح پوری
(۲۸) قومی ڈائجسٹ، مارچ ۱۹۹۳ء،
(۲۹) روزنامہ ''کاوش'' حیدرآباد، 28 جون 2011ء
(۳۰) پے خوب تر نگارے۔ ممتاز کلیانی

Scanned with CamScanner

(۳۱) تحقیق خالد در مسئلہ مالک۔ مولانا خالد محمود بن ولی محمد

(۳۲) تذکرہ غوثیہ۔ سید غوث شاہ پانی پتی

(۳۳) تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین۔ مولانا اللہ یار خان چکڑالویؒ

کتب شیعہ

(۳۴) فروع کافی۔ علامہ ابن یعقوب کلینی

(۳۵) تفسیر مجمع البیان۔ علامہ طبرسی

(۳۶) انوار النعمانیہ۔ سید نعمت اللہ الجزائری

(۳۷) وسائل الشیعہ۔ علامہ حر عاملی

(۳۸) مجالس المومنین۔ قاضی نور اللہ شوستری

(۳۹) المتعۃ واثرھا۔ استاذ توفیق الفلکی

(۴۰) رسالۂ متعہ، عجالہ حسنہ۔ ملا باقر مجلسی

(۴۱) برھان المتعۃ۔ سید ابو القاسم حائری

(۴۲) دلیل المتعۃ۔ سید علی الحائری

(۴۳) حلیۃ الاولیاء در بحث متعۃ النساء۔ حاجی آل محمد

(۴۴) روضۃ الرضائی متعۃ النساء۔ سید سجاد حسین جونپوری

(۴۵) جواز متعہ۔ سید محمد صغیر حسین قتیل

(۴۶) جواز متعہ۔ اثیر جاڑوی

(۴۷) جواز متعہ۔ بشیر حسین بخاری

(۴۸) رسالہ ثبوت متعہ۔ مہدی قلی خان

(۴۹) رسالۂ متعہ۔ ڈاکٹر سید تہور حسین نقوی

(۵۰) احسن الفوائد۔ محمد حسین ڈھکو

(۵۱) جوازِ نکاحِ متعہ۔ غلام حسین نجفی

(۵۲) نفسانی خواہش کا قانون۔ شہلا حائری

(۵۳) رسالہ حقیقت مذہب شیعہ امامیہ۔ سید محمد عباس

(۵۴) ہم متعہ کیوں کرتے ہیں؟ عبدالکریم مشتاق

(۵۵) السّیفُ البارق - آفتاب حسین جوادی

Scanned with CamScanner

ایک طوائف نے متعہ کی آڑ لے لی

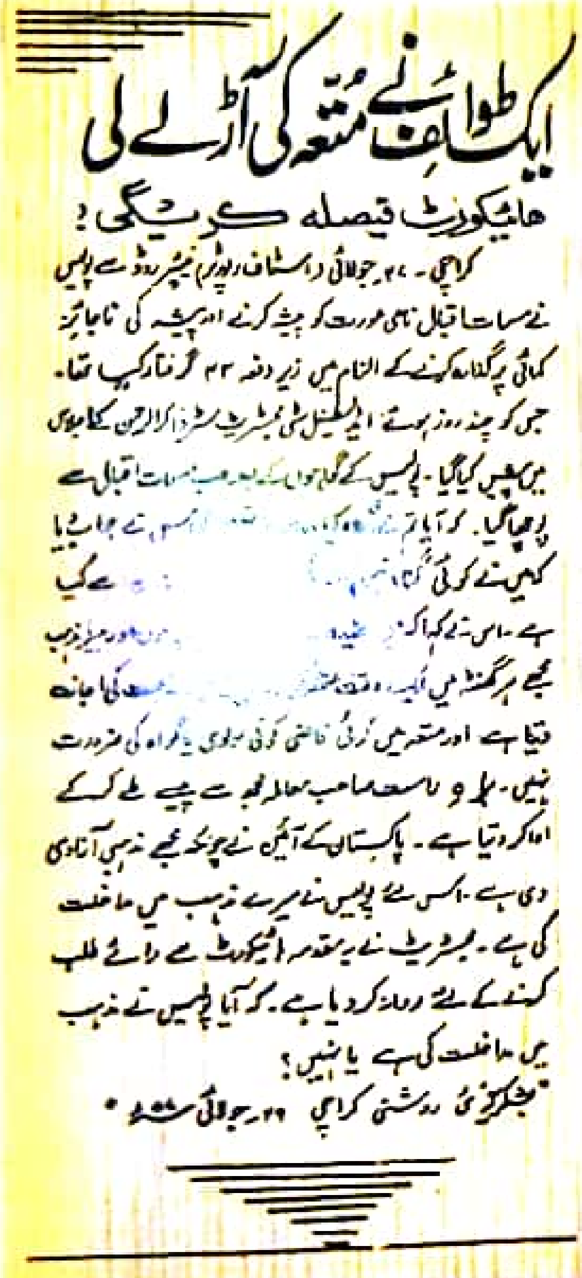
ایک طوائف نے متعہ کی آڑ لے لی

ہائیکورٹ فیصلہ کریگی؟

کراچی۔ ۲۰ جولائی (اسٹاف رپورٹر) نیپیر روڈ سے پولیس نے مسمات اقبال نامی عورت کو پیشہ کرنے اور پیشہ کی ناجائز کمائی پر گذارہ کرنے کے الزام میں زیر دفعہ ۴۳ گرفتار کیا تھا۔ جس کو چند روز ہوئے ایڈیشنل سٹی مجسٹریٹ مسٹر ذاکر الرحمٰن کے اجلاس میں پیش کیا گیا۔ پولیس کے گواہوں کے بعد جب مسمات اقبال سے پوچھا گیا۔ کہ آیا تم [illegible] جواب دیا کہیں نے کوئی گناہ [illegible] ہے۔ اس نے کہا کہ [illegible] اور میرا مذہب مجھے ہر گھنٹہ میں ایک وقت متعہ [illegible] کی اجازت دیتا ہے اور متعہ میں کوئی قاضی کوئی مولوی یا گواہ کی ضرورت نہیں۔ براہ راست صاحب معاملہ مجھ سے پیسے طے کر کے ادا کر دیتا ہے۔ پاکستان کے آئین نے چونکہ مجھے مذہبی آزادی دی ہے۔ اس لئے پولیس نے میرے مذہب میں مداخلت کی ہے۔ مجسٹریٹ نے یہ مقدمہ ہائیکورٹ سے رائے طلب کرنے کے لئے روانہ کر دیا ہے۔ کہ آیا پولیس نے مذہب میں مداخلت کی ہے یا نہیں؟

بشکریہ نئی روشنی کراچی ۲۶ جولائی ۱۹۵۶ء

ہائی کورٹ فیصلہ کرے گی!

کراچی، ۲ جولائی (اسٹاف رپورٹر) نیپیر روڈ سے پولیس نے مسمات اقبال نامی عورت کو پیشہ کرنے اور پیشہ کی ناجائز کمائی پر گذارہ کرنے کے الزام میں زیر دفعہ ۴۳ گرفتار کیا تھا۔ جس کو چند روز ہوئے ایڈیشنل سٹی مجسٹریٹ مسٹر ذاکر الرحمٰن کے اجلاس میں پیش کیا گیا۔ پولیس کے گواہوں کے بعد جب مسمات اقبال سے پوچھا گیا کہ آیا تم نے گناہ کیا ہے یا نہیں؛ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا بلکہ مذہب کی اجازت سے کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں عقیدہ کے اعتبار سے شیعہ ہوں اور میرا مذہب مجھے ہر گھنٹہ میں ایک وقت متعہ کر کے ایک شخص سے صحبت کی اجازت دیتا ہے اور متعہ میں کوئی قاضی، کوئی مولوی، یا گواہ کی ضرورت نہیں۔ براہ راست صاحب معاملہ مجھ سے پیسے طے کر کے ادا کر دیتا ہے۔ پاکستان کے آئین نے چونکہ مجھے مذہبی آزادی دی ہے۔ اس لئے پولیس نے میرے مذہب میں مداخلت کی ہے۔ مجسٹریٹ نے یہ مقدمہ ہائیکورٹ سے رائے طلب کرنے کے لیے روانہ کر دیا ہے کہ آیا پولیس نے مذہب میں مداخلت کی ہے یا نہیں؟

(۱) بشکریہ "نئی روشنی" کراچی ۲۶ جولائی ۱۹۵۶ء

(۲) پندرہ روزہ "الفاروق" چوکیرہ ۱۵ اگست ۱۹۵۰ء

Scanned with CamScanner